یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن روز بازار پریس امرت سر سے شایع ہوتا ہے

HINDAUN JU.10 97

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفیدہ

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی مضامین مفید عام اور خبرین مفت درج کیجاینگی اعلے درجہ کے مضامین کا معقول معاوضہ دیا جاوے گا۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے۔ روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری خط کے ذریعہ سے بھیجا جاوے - ورنہ [illegible] ذمہ دار نہ ہوگا۔

وکیل

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

شرح قیمت اخبار ہذا

قیمت اخبار و رسالہ قانونی معہ محصول ڈاک .... لعہ ر
قیمت صرف اخبار ،، ،، .... ے ر
،، طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق ... ے ر
قیمت صرف رسالہ قانونی ،، ،، .... للعہ ر

بغیر ششماہی یا سالانہ چندہ پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔ اور چندہ ختم ہونے پر باضابطہ اطلاع کے بعد اخبار بند کر دیا جاوے گا۔ نمونے کا پرچہ ڈیڑھ آنے کے ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔

THE. VAKIL. AMRITSAR

نمبر ۱۰ امرت سر مورخہ ۷ - جون ۱۸۹۷ء یوم دوشنبہ جلد ۲

HINDAUN-ROAD JU.11 97

وکیل

امرت سر مطبوعہ ۷ - جون ۱۸۹۷ء - یوم دوشنبہ

جنگ روم و یونان کا چوتھا ہفتہ

ای روبہک چرا نہ نشستی بجائی خویش
با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائی خویش

اس جنگ مین خاصتاً یہ امر قابل بیان ہے کہ یونانیون نے جو مراسلات میدان جنگ سے اپنے اعلے افسران کے پاس بہیجے ہین وہ سب کے سب کذب اور افترا سے مملو تھے شکستون پر شکستین ہوتی جاتی تہین مگر وہ یہی لکھتے رہے کہ ہمین فتح ہوئی ہے۔ مگر ۶ مئی کو تو انہون نے کمال کیا اور اپنی اس کذب بیانی کو انتہا کے درجہ پر پہونچایا۔ چنانچہ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ ایتھنز حسب ذیل لکھتا ہے :-

رات کو جب یہ خبر آئی کہ والسٹینو اور فارسلا پر ترکون کو ہزیمت ہوئی تو یہان بڑا جوش پہیلا۔ کرنیل سومنکی نے لکھا تہا کہ والسٹینو مین ترکون کی جمعیت دس ہزار آدمی سے زیادہ تھی جو دو حصون مین منقسم ہوکر ہمپر آ پڑی مگر ہم نے اونہین پسپا کیا۔ اوسی روز سہ پہر کو جو مراسلت کرنیل مذکور کی طرف سے آئی اوس مین درج تہا کہ مین نے چھ چھ پہر سخت لڑائی کی اور میری فوج مین خون کے دریا چلے ہین۔ ۲½ بجے دن کے لڑائی بند ہوئی۔ اور کرنیل مذکور نے ایک تار اس مضمون کا دیا۔ کہ خدا تعالے کی مہربانی سے ہمین یہ فتح نصیب ہوئی ہے۔ چار بجے پھر ترکون نے حملہ کیا۔ مگر کرنیل نے پھر اونہین پسپا کیا۔ جب کرنیل کے پاس امدادی فوج پہنچی تو اُس نے اب حملہ مین پیشقدمی کی۔ اور بقول اوسکے دشمن کو سخت نقصان پہونچایا۔ اس لڑائی کے ختم ہونے پر اوس نے کرون پرنس کو تار دیا کہ دشمن اگرچہ پسپا ہوگیا ہے۔ مگر آج ایک اور حملہ کا انتظار ہی۔

معلوم یہ ہوتا ہے کہ ترک فارسلا کے قلب لشکر پر اُس وقت حملہ آور ہوئے جس وقت انہون نے دوسری جانب والسٹینو پر حملہ کیا تہا۔ صبح ہوتے ہی عساکر عثمانیہ کو ٹیسری سے لوبکار کیطرف بڑہے۔ اور کرون پرنس نے وزیر جنگ کو تار دیا کہ لڑائی ہونے والی ہے۔ تہوڑی دیر کے بعد شہزادہ صاحب نے دوسرا تار اس مضمون کا دیا کہ جنگ واقعی شروع ہوگیا ہے۔ اور یونانی اگلے مورچون کو چھوڑ کر قلب کیطرف ہٹ آئی ہین معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قریب دوپہر کے ہوا۔ اس جنگ کا انتظار برابر ایک دن سے تہا۔ اور یونانیون کی فوجین صبح ہوتے ہی مقابلہ کے لیئے تیار کی گئی تہین۔ جب کرون پرنس میدان مین بذات خاص پہونچا تو سپاہیون کو فی الجملہ کچھہ ڈھارس سی ہوگئی۔ اور پرنس نکولس (انہین برادر کرون پرنس) بھی توپخانہ کے ساتھ میدان مین موجود تہا۔ شام کے چھ بجے تک لڑائی جاری رہی اوس وقت ترکون نے آتشباری بند کردی۔ رات کو آٹھ بجے کرنیل پاپلے نے جو کرون پرنس کی فوج کا چیف سٹاف ہے رپورٹ جنگ تیار کی جسکا ماحصل یہ ہے آج دو بجے ترکون نے ہمارے مورچون پر حملہ کیا۔ کل سے اونکی نیت یہ نظر آرہی تھی کہ ہمارے میسرہ کو چیر کر نکل جائین۔ مگر آج خلاف توقع اونہون نے اپنا ارادہ فسخ کر کے ہمارے مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا۔ چونکہ اونکی تعداد بہت زیادہ تھی اس وجہ سے ہمارے طلیعہ کی فوج لڑتے لڑتے پیچھے کو ہٹ آئی۔ اور اپنی فوج کے میمنہ کے مقابل مین ایک مقام پر آکر جم گئی۔ گولہ اندازی بھی ہوئی۔ مگر تہوڑی دیر تک جاری رہی۔ ترکون کی پیادہ فوج اگرچہ تین مقامات پر بڑے زور سے بڑہی آتی تہی۔ مگر ہماری فوج نے اوسکی پیش قدمی کو روکا۔ معلوم نہین کہ ہمارا یا ترکون کا نقصان کسقدر ہوا۔ کرون پرنس لڑائی مین موجود تہا اور پیادہ فوج کی آتشباری کی زد مین کہڑا رہا۔ اور پرنس نکولس فوج کے میمنہ مین سپاہیون کو حوصلہ دیتا رہا۔ اوسکے توپخانہ کے مقابلہ پر دشمن کے دو توپخانے ایستادہ تھے۔ ہم اپنے مورچون پر قابض ہین۔ کل غالباً پھر لڑائی ہوگی۔ ترکون کی جمعیت ہم سے بہت زیادہ ہے۔ ہماری رائے مین جس فوج نے ہماری میمنہ پر حملہ کیا تہا اونکی تعداد پندرہ ہزار سے کم نہ تھی۔ علاوہ برآن مور و ملخ کی طرح اونکی فوجین روز بروز پہاڑون سے اوترتی دکھائی دیتی ہین۔ ترکون کا توپخانہ اور سوارون کے دستے ہم سے بدرجہا زیادہ ہین۔ صرف ایک دستہ سواران جو ہمارے ساتھ تہا وہ بھی میجر ٹریتیبی کی رکاب مین فتح تر کہالا کے لیئے گیا ہے لعنۃ اللہ علی القوم الکاذبین۔ چھ بجے سے لیکر آٹھ تک یہ مرد آدمی یہہ توطیہ تمہید لکھتا رہا اور نہ معلوم کتنے کاغذ پھاڑ کر آخر کار یہ مسودہ تیار کیا جس مین دبی زبان سے شکست کا اقرار کرنا پڑا اور جسکے لفظ لفظ سے تصنع ظاہر ہو رہا ہے۔ مگر جسے نافہم بلکہ بے غرض

وزیر جنگ فتح کی خبر سمجھکر کہ ڈون سے باہر ہوگیا۔ چنانچہ آگے ظاہر ہوگا۔ فارسی شہور مثل واقعی یہین صادق آتی ہے خر گفت وخر کس باور کرد۔ ایڈیٹر) +

اس رپورٹ کے آنے پر گورنمنٹ نے کرون پرنس۔ پرنس نکولس اور کرنیل سوینسکی کو جداگانہ مبارکباد کی تارین دین۔ اور وزیر صیغہ جنگ نے کل فوج کے نام جو فارسلا مین مقیم تھی مبارکباد کا تار علیحدہ روانہ کیا۔ بعدازان بادشاہ نے اپنی طرف سے کرون پرنس اور فوج کو ایک علیحدہ تار اظہار مسرت اور مبارکباد فتح کا دیا۔ (فتح شاید ان بیحیاون کے روزمرہ مین جان بچاکر اماں کی گود مین واپس آنے کو کہتے ہین۔ ایسی ہی فتحون نے توانہین تین ہفتون کے اندر خیر سے ایتھنز مین واپس پہونچا دیا ہے۔ اور جو فوج بڑے طمطراق سے قسطنطنیہ کی فتح اور کریٹ کے الحاق کے لئے گھر سے نکلی تھی تہسلی ہی ہاتہ سے دے بیٹھی۔ ایڈیٹر) +

ہر ایک شخص کو یقین تہا کہ آج ہی فارسلا اور والسٹینو کا قطعی فیصلہ ہوجائیگا۔ لوگ کل کی خبرون سے بڑے خوش خوش اترائے ہوئے پہرتے تھے اور اپنی فوجی قوت پر بہت نازان معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک گرجہ مین فتح کی دعا بڑے زور وشور بلکہ ساز وسامان سے گائی گئی۔ اور دیروزہ فتح کا شادیانہ بڑے ساز او آہنگ کے ساتھ بجایا گیا۔ مگر لوگ ان رنگ رلیون مین ہمہ تن مشغول تھے کہ یکایک یہ خبر برق خاطف کیطرح آپہونچی کہ فوجین فارسلا سے بھاگ کر ڈمکاس پر واپس آگئی ہین۔ +

واقعات اصلی

جب لڑائی عارضی طور پر تہم گئی تو کرون پرنس نے ایک فوجی کونسل منعقد کی جس نے یہ قرار دیا کہ چونکہ ادہم پاشا کی فوج تخمیناً ساٹھ ہزار آدمی ہے اور ترکون کی نقل وحرکت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسلا کو بالکل محصور کرین۔ اسلئے مناسب وقت یہ ہے کہ یہان سے جان چھوڑا کر ڈمکاس کو جانا چاہیئے۔ اور یہ واپسی نظر بحالات موجودہ رات کے وقت مناسب ہے۔ اس فیصلہ کی اطلاع کرنیل سوینسکی کو بھی دی گئی اور اوسکو اختیار دیا گیا کہ وہ خود اپنے لئے راہ فرار تجویز کرے۔ یہ فیصلہ ہوتے ہی فوجون کا نقل وحرکت شروع ہوگیا۔ اور سپاہی ترتیب کے ساتھ پیچھے ہٹنے لگے۔ رات کے وقت ترکون نے اپنی مجوزہ حرکت فارسلا کو محصور کرنے کی شروع کی۔ مگر جب صبح ہوئی تو انہین معلوم ہوا کہ دشمن یہان سے چلدیئے ہین۔ ڈمکاس کے باشندے شہر سے بھاگ گئے ہین۔ کرنیل سوینسکی رات بہر والسٹینو مین رہا صبح کے وقت ترکون نے اوسکی فوج پر سخت حملہ کیا۔ اور طرفین سے جنگ شروع ہوئی مگر نتیجہ اب تک معلوم نہین کہ کیا ہوا۔

ترکہالا کے باشندے بھی شہر سے نکل گئے ہین اور میجر ٹریٹی اپنے سوارون کا دستہ لیکر کل فوج کی ساتھ شامل ہونے کے لئے ڈمکاس کو چلا گیا ہے۔ آج شب کو یقین ہے کہ کرنل وسوس اور کرنل کانسٹن آرگلس جہاز مین کریٹ سے واپس آجائینگے۔ کرنیل وسوس تو حدود تہسلی پر مامور ہوا ہے اور کرنیل کانسٹن ڈمکاس مین چیف سٹاف ہوکر جاتا ہے۔ کرنیل منیاس آرٹا کی کمان سے معزول ہوگیا ہے۔ اور اوسکی جگہہ کرنیل سٹیر وٹاف مامور ہوگیا ہے۔ بعد مین یہ افواہ اڑائی گئی کہ فارسلا سے فوجین اسلئے ڈمکاس کو بھاگی ہین کہ وہان مشہور ہوگیا تہا کہ کرنیل سوینسکی المیرو کی جانب بھاگ رہا ہے۔ +

لڑائی ختم ہوگئی ہے اور یونان نے اپنی شکست کا اقرار کرلیا ہے۔ اور دول عظام کی وساطت کو قبول کرلیا ہے کہ بیچ بچاؤ کرکے مصالحت کرادین۔ اور اونکی اس تمہیدی شرط کو بھی منظور کرلیا ہے۔ کہ ہم اپنی فوجین کریٹ سے واپس بلالینگے۔ ۵ مئی بروز چارشنبہ ترکون نے فارسلا پر حملہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دن بہر اونکا مقابلہ بلکہ مدافعہ ہوتا رہا۔ یہانتک کہ ایتھنز مین جو خبرین میدان جنگ سے اوس روز آئی تھین اون سے یہ ترشح ہوتا تہا کہ عساکر عثمانیہ سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوتے رہے۔ مگر شام کے وقت ترکون نے کرون پرنس کا قافیہ کچھہ ایسا تنگ کیا کہ اوسے بھاگتے ہی بن آئی۔ چنانچہ وہ رات کو ڈمکاس کی طرف بھاگ گیا جہان جاکر اوس نے دم لیا۔ اور دوسرے دن صبح کو یعنی جمعرات کے روز ترکون نے مقام فارسلا پر قبضہ کرلیا۔ مفصل کیفیت اس لڑائی کی جو میدان جنگ سے ایتھنز مین آئی ہے اس طرح پر ہے کرون پرنس نے اپنی صفون کو آئین جنگ کے مطابق ترتیب دیا اور ٹہیک دو بجے دن کے یونانی فوجین آگے کو بڑہین۔ ترک جنگی جمعیت پچاس ہزار سے کم نہ تھی اوسی وقت کو ڈنگو سے اوترے اور اپنے توپخانے کو مناسب مقامات پر نصب کرکے آتشباری کرنے لگے۔ اس آتشباری نے یونانیون کا سخت نقصان کیا۔ علی الخصوص اوس حصہ لشکر کا جو ریلوے سٹیشن کے قرب وجوار مین خیمہ زن تہا۔ ترک برابر بندوقون کی آڑ مین بڑھتے گئے اور اتنے دور نکل آئے کہ یونانیون کے ساتھ سینہ بسینہ ہوگئے۔ یہ حال دیکھکر کرون پرنس نے واپسی کا حکم دیا۔ یہ بھاگنے والی فوج سامان حرب گولہ بارود وغیرہ اپنے ساتھ ہی لے آئی۔ ترکی افواج نے چلتے چلتے موضع تاتری کو جلاکر خاک سیاہ کرڈالا۔ اور موضع دیوسکی کے ایک یونانی پادری کو اوسکے بال بچے سمیت تہ تیغ کیا۔ اب یونانی فوجین مقام ڈمکاس مین لڑنے پر تلی بیٹھی تھین۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ جس قدر اخبارون کے کارسپانڈنٹ یونانی فوجون کے ساتھ تھے اونکے مسودے پہلے یونانی افسرون کو دکھائے جاتے ہونگے۔ اور جب وہ حک وفک کرلیتے تھے اُس وقت اپنے اپنے اخبارون مین بغرض اشاعت بھیجے جاتے تہے ورنہ انگریز جو بالطبع آزادی پسند اور اخبارات مین راست بیانی کے عادی ہین ایسے تصنع کے کیون مرتکب ہونے لگے۔ اور اس طرح چھپا چھپا کر اصلی حالات پر کیون پردہ ڈالنے لگے۔ ہر ایک فقرہ تلا ہوا۔ بلکہ ہر ایک لفظ جنتری سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ ناچار نتیجہ لکھنا پڑتا ہے۔ مگر حرف مطلب ہزارون پہلو بچا بچا کر بیان ہوتا ہے۔ چنانچہ ہماری رائے کی تصدیق آگے چلکر اون کارسپانڈنٹون کی تحریر سے ہوتی ہے جنہون نے اپنی آنکھون سے لڑائی تو دیکھی۔ مگر جو یونانی رسوخ یا دباغت مین نہ تہے۔ ایڈیٹر) +

جن کارسپانڈنٹون نے یہ لڑائی اپنی آنکھون سے مشاہدہ کی اونکا بیان ہے کہ یونانیون نے یہان جگر مقابلہ نہین کیا۔ بلکہ ڈر کر ایک ایسا مقام چھوڑ دیا جسکا فتح کرنا آسان نہ تہا یونانیون کی جمعیت تیس ہزار کی تہی۔ (تیس ہزار بھیڑین بھی ہوتین تو بلا سے پانچ چھہ گھنٹے اور نہ سہی رستہ ہی رک جاتا۔ مگر ان جانباز قومی شہیدون سے یہ بھی نہ ہوسکا۔ ایڈیٹر) جب وہ بھاگے تو بہت سا ذخیرہ سامان حرب اور خوراک اور چند توپین بھی پیچھے چھوڑ گئے۔ ترکون نے ۲۰۰ سے زیادہ زندہ گرفتار کرلئے۔ (اگر ہماری سنین تو انہین چڑیا خانے مین بھیجدین تاکہ لوگ اونکی زیارت کیا کرین۔ اڈیٹر) ڈمکاس کے باشندے موضع لامیا مین پہلے ہی بھاگ گئے تہے (جب ترک لامیا کا رخ کرینگے تو کہان جاؤگے جہنم مین۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہین کہ مرجائینگے
مرکے بھی چین نہ پایا تو کدہر جائینگے۔ اڈیٹر)

ترکون کا نقصان اس معرکہ مین فقط ۳۰ سپاہیون کا ہوا۔ اور ۲۰۰ زخمی ہوئے۔ جب ترکون کا میسرہ آگے کو بڑھا تو یونانیون نے بڑے زور کے ساتھ آتشباری کی۔ نشانہ بہت ٹہیک بیٹھا تہا جس سے صاف ظاہر تہا کہ یونانیون نے خوب غور سے ان مقامات کی جانچ پڑتال کی ہے کیونکہ جو گولہ اونکی توپون سے نکلتا تہا وہ خطا نہ کرتا تہا بلکہ بعض اوقات سخت نقصان کرتا تہا۔ چنانچہ ایک موقع پر ایک گولہ کے صدمہ سے تین سپاہی تو شہید ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ لیکن باوجود اس قدر اندازے کے ترکون کی پیش قدمی مین ذرا بھی لغزش نہ ہوئی۔ وہ برابر اوسی استغنا اور ہمت کے ساتھ گاتے ہوئے بڑہتے چلے گئے۔ ان نقصانات کی اونہون نے ذرہ بھر بھی پروا نہ کی۔ +

پیر کے روز کرون پرنس نے حسب ذیل اعلان شائع کیا۔ یونانی افواج کے سپاہیو۔ فوج ڈمکاس مین واپس آگئی ہے۔ کیونکہ فارسلا مین استحکام نہ تہا۔ اور غنیم کی تعداد ہم سے بہت زیادہ تہی۔ مگر اب جو مقامات تمہارے قبضہ مین ہین وہ ایسے مستحکم ہین کہ امید نہین کہ دشمن اون پر اپنا قابو پاسکے۔ خواہ اوسکی فوج ہم سے کتنی ہی زیادہ کیون نہ ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم عنقریب اونہین مار کر بھگا دوگے۔ اور خود حملہ کرکے اون کو قلمرو یونان کی سرحد سے پار کردوگے۔ یہ خیال رہے کہ تم اپنے وطن کا مقدس اہتمام اپنے ہاتھون مین رکھتے ہو اور تم اپنے شاہ اور قوم کی آبرو کے لئے میدان کارزار مین آئے ہو۔ تمہین لازم ہے کہ دشمن کو ایک قدم بھی آگے بڑہنے نہ دو۔ مین بخوبی جانتا ہون کہ تمہین سخت تکلیف ہو رہی ہے اور مسلسل چند دنون کی جنگ سے تم تھک گئے ہو۔ مگر ان مصیبتون کو استقلال کے ساتھ برداشت کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تم اپنے ملک کے ناموس کے لئے لڑ رہے ہو۔

(ہر کسے ناصح برائے دیگران + ناصح خود یافتم کم در جہان + بیچارے بے تنخواہ سپاہیون سے

تو یہ لن ترانیان ہانکی جاتی ہین۔ کانسٹین اور خود وقت پر جب کبہی موقع پڑا میدان سے یون غائب ہو جاتی ہین جیسے جاڑون کی چہپ کلی یا دسہرہ کا نیل کنٹہ۔ اور اسپر طرہ یہ ہے کہ چلتے چلتے فوجیون کو بہی بہاگنے کا حکم دے جاتے ہین جسکی غرض سوائے اسکے اور کچہہ معلوم نہین ہوتی کہ اکیلا مین ہی رسوا نہ ہون۔ بلکہ مرگ انبوہ جشنے دارد کی پہبتی صادق آوے۔ اور پہر جہان دس بیس کوس پر جا کر دم لیا تو ننگ و ناموس۔ مقدس اہتمام حب قومی۔ وطن وغیرہ سب کچہہ یاد آجاتے ہین۔ اڈیٹر) +

ہمارا کارسپانڈنٹ مقام ڈمکاس سے لکہتا ہے کہ مین ہفتہ کے روز اُس دری سے گذرا جو لامیا سے نکل کر راستہ مین آتا ہے۔ ابتک پرانی سرحد بدستور موجود ہے کیونکہ ترکون کے مورچہ برقرار ہین۔ لوگ سب کے سب بہاگنے پر تیار بیٹہے ہین۔ ہزارون بیل گائی۔ بہیڑین۔ گہوڑے۔ اونٹ۔ اسباب خانہ داری کے چہکڑے۔ قطار در قطار سمندر کیطرف کو جا رہے ہین ڈمکاس مین یونانی فوج کی جمعیت تیس ہزار سپاہی ہے اور قلب لشکر ایک پہاڑی کے عقب مین واقع ہے جو سمندر سے ۱۴۰۰ فٹ مرتفع ہے۔ اور وہان سے فارسلا کا میدان نیچے برابر دکہائی دیتا ہے۔ کرنیل ہوینکی کی سپاہ میمنہ کیطرف گورا کی سڑک پر خیمہ زن ہے۔ اگرچہ سپاہیون کا حوصلہ اور صحت اچہی حالت مین ہے۔ مگر موسم کی اس ناقص حالت مین سپاہیون کا صحیح وسالم رہنا مشکل دکہائی دیتا ہے۔

ہفتہ کے روز شدت سے گرمی رہی۔ اور اتوار کو پہر سخت بارش ہو گئی جس سے موسم مین بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا۔ اور فوجون مین جن کا شب و روز کا بسیرا فقط آسمان کے تلے ہے اس تغیر سے ضرور جسمانی نقصان پہونچا۔ (حضرت ابہی تو بڑا طاعون اوہم پاشا دوربین لئے دور ہی سے تاک رہا ہے جب قریب پہونچیگا تو اُس وقت اسہال جاری ہون گے۔ مگر یہ کہنا اور اس بیماری کا بہانہ بہی خالی از علت نہین یہ بہاگنے کی پہلی بنیاد رکہی گئی ہے کن کن ترکیبون سے بزدلی چہپائی جاتی ہے۔ ایڈیٹر) +

پیر کے روز ہمارا کارسپانڈنٹ بذریعہ تار کے خبر دیتا ہے کہ آج رات سے بارش مسلسل ہو رہی ہے جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ بیماری بُری طرح پہیل گئی ہے اور فکر ہے تو اس بات کا کہ دوا کافی موجود نہین۔ وقت تو یہ ہے کہ ایسے وقت مین کمسریٹ کا اہتمام کیا جاوے۔ یا دیگر ضروری باربرداری کا یا ڈاکٹرون اور ادویات کا۔ ظاہرا کمسریٹ نے فوجیون کے آرام کا مطلق خیال نہین رکہا۔ اس سے ضرور ہے کہ بیچارے سپاہیون کا حوصلہ پست ہو۔ مگر انگریز کوشش کر رہے ہین کہ ایتہنز سے ادویات ان بیمارون کے لئے منگائی جائین اور یہانپر عارضی ہسپتال قائم کئے جائین۔ (خواہ مخواہ اتنا دردِ سر کیا گیا تہا۔ انکی بیماری تو اوہم پاشا کے آتے ہی زائل ہونے والی تہی۔ اور یہ بات کچہہ نئی نہ تہی۔ بار بار کے تجربون نے مکرر ثابت کر دیا تہا کہ جہان اوسکی فوج نے آگے کو قدم بڑہایا وہین یہ بہاگنے کے لئے لیس ہو گئے۔ بلکہ جس مین توانائی نہ ہو وہ گہٹنون کے بل ہی تیار ہو جاتے ہین۔ خیر کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز۔ اڈیٹر) +

یونانیون نے اس مقام کو بہت مستحکم بنا لیا ہے اور ان پچہلے چند دنون مین بہت سے نئے مورچے بہی قائم کر لئے ہین۔ مگر سامان رسد رسانی کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ بار برداری کے جانور کم دستیاب ہوتے ہین۔ ترک اگرچہ دو گہنٹے کی مسافت پر آپہونچے ہین مگر ظاہرا حملہ کا بالفعل ارادہ نہین رکہتے۔ یونانیون کو تشویش ہے اور وہ برابر اپنے مورچہ مضبوط کئے جاتے ہین۔ ڈمکاس کی صورت موجودہ کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عقب کیطرف سے حملہ کیا جائے۔ اور عجب نہین کہ اگر عارضی وقفہ لڑائی مین نہ ہو جائے تو ترک جنکی جمعیت ساٹہہ ہزار بیان کیجاتی ہے اوسی طرف سے حملہ آور ہون۔ اگر یقیناً یونانیون کو یہان شکست ہو گئی تو پہر یونانیون کا خاتمہ ہے

جنگ والسٹینو

یہان ترکون کے بارہ سو جوان اس لڑائی مین کام آئے۔ چنانچہ یونانیون نے ان مین سے چہ سو کے قریب دفن بہی کئے۔ علاوہ بران چار سو رسالے کے گہوڑے بہی مارے گئے۔ اور یونانیون کے فقط ۲۳۰ آدمیون کا نقصان ہوا جن مین سے ۸۵ تو مارے گئے۔ اور باقی زخمی ہوئے۔ یہ تو یکم مئی کا واقعہ تہا دوسری مئی کو حقی پاشا نے پہر یورش کی۔ اور ایک سخت مقابلہ کے بعد ترکون نے پہلا مورچہ لے لیا۔ اور یونانی اپنی دوسری لائین پر ہٹکر پسپا ہو گئے۔ یہان بہی انہین ٹہرنے کی جرأت نہ ہوئی اور تاب نہ لا کر وولو کی طرف بہاگ گئے۔ لڑائی سخت ہوئی اور یونانیون کے نقصان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ رجمنٹ نمبر ۷ مین سے فقط ۱۲۰ آدمی سلامت رہے۔ ترکون کو یہ فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ اونکے پاس میدانی توپخانہ موجود تہا برخلاف اس کے یونانیون کے پاس فقط پہاڑی توپخانہ تہا۔ علاوہ بران اونکے جنرلون نے بڑی ہوشیاری اور تدبر سے کام کیا۔ کرنیل سومنکی جمعہ کے روز اپنی فوج لیکر المیرو کو بہاگ آیا ہے۔ اِس بہاگڑ مین کوئی بے ترتیبی واقع نہین ہوئی۔ (اس جنرل کی تعریف مین متعصب اخبار نویسون کے بہت دم چڑہے جاتے تہے۔ اب جو اُس نے بہی اس ذلت کے ساتہہ نیچا دیکہا تو کسی کے موںہہ سے ایک کلمہ بہی جنرل حقی پاشا کی توصیف مین نہ نکلا جس نے اوسے ایسا رگیدا کہ بچا کو چہٹی کا دودہ یاد آگیا۔ اڈیٹر) +

بعد ازان منگل کے روز ایتہنز مین اس مضمون کا ایک تار آیا۔ کہ اوہم پاشا کا ارادہ ہے کہ وہان بہی کرنیل سومنکی پر حملہ کرے جسکی خبر پاتے ہی کرنیل صاحب المیرو سے بہی بہاگے اور مقام سورپی مین جو المیرو کے شمال مین واقعہ ہے جا کر پناہ لی۔ (آخر یونانی ہی تو تہے۔ یہ اپنے بہائی بندون سے کیون پیچہے رہتے۔ آجکل کے یورپ مین آئین جنگ کے رو سے پیچہے ہٹ آنا بہی فنون حرب مین داخل ہے۔ اور ہر ایک ملٹری کالج مین جہان اور اقسام جنگ کی تعلیم ہوتی ہے اسکے طریق بہی سکہائے جاتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ کرون پرنس نے اسکی مشق بہت ہی توجہ سے کی ہے۔ اور اونکی نحوست سے یا یونانی ملٹری کالج کی تعلیم کے اثر سے سب یونانی جنرل اور کرنیل اس فن مین بڑے ہی مشاق معلوم ہوتے ہین۔ اڈیٹر) کرنیل سٹیمٹسلو نے تار دیا ہے کہ مین کرنیل سومنکی کی امداد کو جا رہا ہون۔ +

وولو کا قبضہ

ہفتہ کے روز ترکی فوج کے ایک دستہ نے زیر کمان جنرل حقی پاشا وولو پر بہی قبضہ کر لیا ہے۔ یونانی سپاہ تو پہلے ہی ایتہنز کو بہاگ گئی تہی۔ مگر شہر کے باشندے وہین رہے جب انگلش اور فرانسیسی قونصلون نے مارشل اوہم پاشا کے پاس اونکی جان کی امان مانگی تو انہون نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور انکی جان و مال مین کسی قسم کی دست اندازی نہ ہوگی۔ +

یونانی امیر البحر نے جو خلیج وولو مین تہا۔ اوہم پاشا کی اس شرط کو قبول کر لیا تہا کہ مین یہان سے المیرو کی طرف پیچہے ہٹ جاتا ہون اور عساکر عثمانیہ سے مزاحم نہ ہونگا (یہ وہی جہازات کا بیڑہ ہے جو یونان تو یونان بلکہ کل عیسائی سلطنتون کا مایہ ناز ہو رہا تہا۔ اور شاید یہ وہی امیر البحر تہا جو سر بمہر احکام لیکر قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کو گہر سے چلا تہا۔

فرد

خیالِ حوصلہ بحر مے پزد ہیہات
چہاست در سرِ این قطرۂ محال اندیش

العظمۃ للہ جو شخص ڈارڈنیلز بلکہ گولڈن ہارن پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہو وہ اپنی ہی سرحد کے اندر خلیج وولو مین غنیم کے میر لشکر کے روبرو اس طرح ہاتہہ جوڑ کر اپنا پیچہا چہوڑائے اوسکی ندامت کا بشرطیکہ اوسمین یہ حس ہو اوس وقت کیا حال ہوگا۔ ہماری رائے مین مادہ غیرت ہی اوسمین نہ ہوگا ورنہ خلیج وولو اتنی تنگ بہی تو نہ تہی کہ اوسکے ڈوبنے کو کافی نہ ہو۔ اڈیٹر)

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ راوی ہے کہ موضع رسمیلو کے بعض زمیندارون نے مجہہ سے بیان کیا ہے کہ ترکون کی فوج نے سارے گاؤن کو تاخت و تاراج کیا اور قریب ۶۰ مکانات کے جلا کر خاک سیاہ کر دئے۔ گرجے کو اگرچہ جلایا نہین مگر جس قدر تصویرین نصب تہین اون سب کو اوکہاڑ ڈالا اور محراب وغیرہ سب کچہ مسمار کر دیا۔ گائے بیل بہیڑ بکری بلکہ مرغیان تک لے گئے ہین۔ یونانی گورنمنٹ کو اپیرس سے بہی ایسی ہی تاخت و تاراج کی خبرین آئی ہین۔ تہسلی کے شمال و مغرب مین بہی ترکون نے بعض گاؤن غارت کئے ہین۔ اور والسٹینو کے قرب و جوار مین بہت لوٹ مچائی ہے (ایسی خبرین فقط ریوٹر کے کارسپانڈنٹون کو ملتی ہین اور کسی کو نہین۔ اڈیٹر) +

ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مقام لاریسا سے ۲۶ر اپریل کو اس طرح خبر دیتا ہے جب کل مین شہر کو اندر ایک سوارون کے دستہ کے ساتھہ گیا تو مجھے یہان کی حالت بہت ہی ناقص نظر آئی۔ ابھی غنیم کا ایک سپاہی بھی یہان نہ آیا تہا کہ اسکے محافظین نے اسے غارت کیا۔ اکثر دوکانین بند تہین اور اکثرون کے قفل ٹوٹے ہوئے تہے۔ گہرون کا یہ حال تہا کہ جابجا لوٹ اور دست درازی کے ثبوت ملتے جاتے تہے۔ اسباب خانہ داری بڑی بے سلیقگی کے ساتھ ادہر اودہر بکہرا ہوا تہا۔ یہ کہہ سکتے ہین کہ بہاگڑ کی جلدی ہی اسکا سبب ہوئی ہو۔ مگر زیادہ تر اسکا موجب وہ تاخت و تاراج تہا جو خود وہین کے بدمعاشون نے ان بیکسون پر اپنے ہاتہون سے کیا۔ کل شام بلکہ رات بہر ترکی افسران فسادون کے فرو کرنے مین مصروف رہے اور اونہین اس مین پوری کامیابی بھی ہوئی۔ اس مین شک نہین کہ البانیہ کے سپاہیون مین سے ایک دو نے لوٹ مار پر جرأت کی تہی۔ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فوج سے علیحدہ کئے گئے۔ اور سر بازار دو سپاہیون کو گولی سے مار دیا گیا۔ کیونکہ اونہون نے باوجود اطلاع کے احکام کی تعمیل مین تساہل کیا تہا۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ سب فوجیون کے کان ہوگئے۔ اور ترکی جنرل کے اس فعل نے ساری فوج مین اوسکے ضابطہ کی پابندی کا سکہ بٹہا دیا۔ اور اس سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ ترکی فوج مین کس حد تک انتظام اور قواعد کو دخل ہے۔ کیونکہ یہ ایک معمولی بات نہین کہ ایک نیم وحشی اور جاہل جماعت کو جس نے ابھی ابھی ایک شہر بزور شمشیر فتح کیا ہو اس امر سے روکا جائے کہ وہ کسی ایسی جایداد پر ہاتہہ نہ ڈالے جسے وہ شیر مادر سمجہہ رہا ہو اور خاصکر ایسی صورت مین جبکہ غنیم بہی اوسمین اپنا حصہ لے چکا ہو۔

اکثر یونانی خود تسلیم کرتے ہین کہ ہماری فوج مین بیضابطگی اور بے آئینی بیطرح پہیلی ہوئی ہے اور ان زنگروٹون نے بجائے فایدہ کے ہمین سخت نقصان پہونچایا ہے۔ اور اس بے تکی لڑائی کی جسکے یہ لوگ عادی ہورہے ہین ایسے غنیم کے مقابلہ مین ذرا بھی پیش رفت نہین جا سکتی جسکی فوجین آئینی ہون اور جس کے جنرل آجکل کے فنون جنگ سے بدرجہ غایت ماہر اور مشاق ہون۔

ایم لیوڈی سابق وزیر صیغہ بحریہ نے بہت سے مراسلے شایع کئے ہین جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بحری افواج کے افسرون نے وزارت کے احکام کی تعمیل سے انکار کیا تہا۔ اور کوموڈور سٹوری نے یہ دہمکی دی ہے کہ مین بہی اس قسم کی دیگر مراسلتین شایع کرونگا۔

کپتان بری ایم پی (جو ریڈ کراس سوسایٹی مین انگریزون کی طرف سے وکیل ہے اور جنکا کام یہ ہے کہ یونانی مجروحین کی خبرگیری کرے) ایک سو زخمی وولو سے یونان مین لے آیا ہے۔ انمین تین انگریز والنٹیر ہین۔ انگریزون کے اٹہارہ والنٹیر تہے ان مین سے پانچ زخمی ہوگئے ہین۔

جو مصیبت زدے وولو اور دیگر نواح تہسلی سے آئے ہین وہ موضع سکتیاس اور ادرلو اور دیگر مقامات مین پڑے ہوئے ہین انکی حالت سخت دردانگیز اور واجب الرحم ہے۔ اکثرون کو پیٹ بہر کر روٹی بہی نہین ملتی اب مقام اپیرس سے ایک جہاز سامان رسد لیکر انکے لئے روانہ ہوا ہے تہسلی کے علاقجات سے اپیرس مین بہت سے آدمی آئے ہین۔ ان مین سے اکثر نہایت تباہ حالت مین ہین۔ گورنمنٹ نے ایک مجلس ان کی دستگیری کے لئے مقرر کی ہے۔ اس کمیٹی نے ایک فہرست چندہ کی شایع کی ہے اس مین شاہ یونان نے چھپن ہزار درہم[1] اور ایم سینگوس نے بیس ہزار درہم بطور چندہ دیئے ہین۔ تہسلی مین ترکون کے اس حملے سے سخت نقصان ہوا ہے۔ اگر فصلون کے درو ہونے سے پہلے مصالحت نہ ہوئی تو چار کروڑ درہم کا نقصان ہوگا۔ دو کروڑ درہم کا نقصان اب تک ہو چکا ہے۔ ترکون نے جو مال مویشی اور گہوڑے وغیرہ اسوقت تک لئے ہین اونکی قیمت ایک کروڑ اسی لاکھ درہم اندازہ کی گئی ہے۔ ترکون نے ایک دستہ پولیس کا انتظام اور نگرانی کے لئے لاریسا مین بہیجدیا ہے۔ ترکون کی قونصل جو مقامات وولو۔ ترکہالا۔ اور لاریسا مین تہے وہی اون مقامات مین بطور قایم مقام (ڈپٹی کمشنر) کام کرینگے۔

اسی قبض و دخل کا حال ایک اور نامہ نگار روٹر کا جو ترکون کی افواج کے ساتھہ تہا۔ ۸ مئی کو اس طرح لکہتا ہے مارشل اوہم پاشا کا ارادہ تہا کہ صبح ہوتے ہی چند ایسے مقامات پر قبضہ کرے جنمین سے شہر کی فتح آسانی کے ساتھہ ہو سکے۔ مگر پوہ پہوٹتے ہی جبکہ ہم سب خیمے مین بیٹھے ہوئے چاء پی رہے تہے۔ تو ہمین دو گاڑیان دور سے آتی ہوئی دکہائی دین۔ ان گاڑیون مین۔ روسی۔ فرانسیسی۔ اٹالین اور انگریز قونصل متعینہ وولو سوار تہے انکے ساتہہ چار خلاصی بہی تہے جن کے ہاتہون مین اپنی اپنی گورنمنٹ کے نشان تہے۔ بہت سے آدمی اون سے ملنے باہر نکل آئے۔ اونکی زبانی معلوم ہوا۔ کہ یونانی افواج نے وولو چہوڑ دیا ہے اور اب فقط وہان امیر البحر جنگی جہازون کے ساتھہ بندرگاہ مین موجود ہے۔ یہ قونصل اُس سے مل آئے تہے اور جب انہون نے اُس سے پوچہا کہ اب نظر بحالات موجودہ اوسکا کیا ارادہ ہے تو اُس نے ان سے وعدہ کیا تہا کہ اگر مجھے اس امر کا اطمینان ہو جاوے اور وعدہ دلایا جاوے کہ ترک شہر کو غارت اور تاخت نکرینگے تو مین اپنے جہازات ہٹا لونگا۔ ان قونصلون کے ساتہہ مین انگریزی اخبارون کے نامہ نگار بھی تہے۔ مین نے انہین حاضری کی دعوت کی۔ اور بعد از فراغ طعام اونسے مفصل کیفیت یونانیون کی شکست اور تباہی کی سُنی۔ جو اُنہین بمقام وولو پیش آئی یہ سارے حالات سُنکر مین نے اونہین آرام کرنیکے لئے کہا کیونکہ وہ پچہلے دنون کی زحمت سے سخت تہکے ہوئے تہے۔ بلکہ ایک شب کامل انگریزی سفارت خانہ مین پہرہ دیتے رہے تہے۔ کسی قدر غور و تامل کے بعد مارشل اوہم پاشا نے اقرار کیا کہ مین شہر مین تاخت و تاراج نہ کرونگا۔ یہ وعدہ لیکر یہ چارون قونصل واپس چلے گئے اور کچھہ عرصہ بعد اونکے ہمراہی چارون خلاصی بھی نجیب بے کے ہمرکاب امان کا سفید علم لے کر بہیجے گئے مین بھی اونکے ساتھہ ہو لیا۔ وولو سے کسی قدر مسافت پر ہم اس امید مین منتظر کہڑے رہے کہ ان قونصلون مین سے کوئی ایک امیر البحر کا جواب لیکر آئیگا۔ مگر وہان سے کوئی بہی نہ آیا۔ یہہ حال دیکھکر ہم شہر مین چلے گئے۔ تہوڑے تہوڑے آدمی جمع ہو کر ہمارے سامنے آتے تہے۔ اور نہایت ادب سے ہمین سلام کرتے تہے۔ شہر کے دروازہ پر بھی ہمین بہت سے آدمی مل گئے۔ یہہ سب ملکر ہمارے رکاب مین بہت سے آدمیون کا ہجوم ہوگیا۔ جنکے سر یکقلم ننگے تہے۔ اور جن کے چہرون پر بجائے غم کے خوشی کے آثار نظر آتے تہے۔ (وہ ترکون کے قدیم نمکخوار تہے۔ اونکے آبا و اجداد تک اونکے احسانون کے ممنون تہے۔ علاوہ بران وہ اونکے تازہ سلوک اور انسانیت کا شہرہ سُن چکے تہے۔ وہ بخوبی جانتے تہے کہ ایک سچا مسلمان اور حقیقی شجاع زیردستون کے ساتھہ عادتاً رفق اور ملائمت سے پیش آتا ہے۔ پس انکا خوش ہونا حق بجانب تہا۔ اڈیٹر۔)

ہم آہستہ آہستہ محلہ ڈیمیٹری مین پہونچے جو شہر کا سب سے بڑا محلہ ہے۔ اس موقعہ پر ہمارے ساتھہ کئی ہزار آدمی کا ہجوم ہوگیا تہا۔ پہلے تو ہمین ٹون ہال کا پتہ نہ لگا۔ مگر بعد مین بیقدر تلاش کے بعد پتہ چلا۔ یہان ہم نے میر کی تلاش کی جو مطلق دستیاب نہ ہوا۔ آخر کار مسٹر گیو ملا جو میر کی غیر حاضری مین اوسکی جگہہ کام کرتا تہا۔ نجیب بے نے اوسے مارشل اوہم پاشا کا اعلان دکہایا۔ جس مین مندرج تہا کہ باشندگان وولو عساکر عثمانیہ کی حفظ و امان مین لئے جاتے ہین وہ اپنی جان اور ناموس اور جایداد کو محفوظ و مصئون سمجہین اونہین اختیار ہے کہ وہ اپنے معمولی کاروبار مین مصروف ہون جب مسٹر گیو اس اعلان کے مطالعہ سے فارغ ہوا تو ہم سب کے سب ٹون ہال کے برامدے مین نکلے تاکہ عوام الناس کو بہی اوسکے مضمون سے اطلاع دیجائے۔ کیونکہ ہزارون آدمی باہر انتظار مین کہڑے تہے۔ مین نے مدت العمر مین یہ نقشہ اپنی آنکہون سے نہین دیکھا۔ ہزارون آدمی باہر نقش دیوار بنکر اس بیم و رجا کی حالت مین کہڑے اور فقط ایک لفظ کے سُننے کے منتظر تہے جو اونکی قسمت کا فیصل کرنیوالا تہا مسٹر گیو کے اہل عملہ نے چاہا کہ اعلان کی تکرار کی جاوے۔ مگر ازبسکہ اوسکی آواز پست تہی اس سبب سے سننا سخت دشوار تہا۔ لوگون نے ہرچند لاکھہ کان لگائے مگر سنائی کچھہ نہ دیتا تہا۔ اس سے اونکے دل دہڑکنے لگے اور اور ہی اور گمان پیدا ہونے لگے جسپر انہون نے باواز بلند غل مچا کر کہا کہ ذرا بلند آواز سے پڑہیئے ہم کچھ سُن نہین سکتے۔ اسوقت ہمین دور سے یونانی جہاز بندرگاہ مین دکہائی دیتے تہے۔ اور امیر البحر کا جواب بہی اب تک نہ آیا تہا۔ آخر الامر جب لوگون نے اعلان کا ماحصل معلوم کر لیا تو اون سب کے مُنہہ سے یہ صدا بیساختہ نکلی کہ "خدا سلطان کی عمر مین برکت کرے اور ترکون کو دیر تک سلامت رکھے"۔

اب وقت تنگ ہو چلا تہا۔ اور ترکی افواج کی آمد شروع ہوگئی تہی۔ سپاہیون نے شہر مین قدم رکہنا شروع کیا۔ اور اگر یونانی جہاز احیاناً ارادہ جنگ ظاہر کر دیتے تو ترک اوسیوقت شہر مین مورچہ بندی قایم کر لیتے۔

نجیب بے نے اب مجھے اور دیگر دو کارسپانڈنٹون کو یونانی امیر البحر کے پاس اوسکا منشا دریافت کرنے کو بہیجا کہ اوسکا ارادہ آشتی یا جنگ کا ہے۔ جب ہم گئے تو ہمین جہاز کے زینون پر ایک کشتیبان ملا جو آگے ہی

---

[1] درہم = ۱۰ ارکے ساڈیٹر۔

اوسکا جواب لیکے آرہا تھا۔ اوس نے جواب مین یہ لکہا تھا کہ مین اوس وقت تک یہان ہون جبتک کہ ترک امن کے ساتھہ شہر مین داخل نہ ہون۔

جب نجیب بے نے یہ جواب سُنا تو اُس نے جواباً مارشل ادہم پاشا کیطرف سے جواب دیا کہ عساکر سلطانی بخوبی باخبر ہین اور وہ ہمیشہ اوس شہر اور شہر کے باشندون سے نیک سلوک کیا کرتے ہین جو بلا مقابلہ اطاعت قبول کرلیین۔ ہماری افواج قاہرہ مین سے فقط ایک دستہ انتظام شہر کے لئے داخل شہر ہوگا۔ باقی فوجین نواح شہر مین خیمہ زن ہونگی۔ علاوہ بران یہ بہی کہلا بہیجا کہ اگر اب بہی تم اپنے جہاز فی الفور یہان سے نہ لیجاؤ تو اسکا نتیجہ تمہارے حق مین اچہا نہ ہوگا۔ اور عساکر سلطانی کسی مکروہ نتیجہ کے ذمہ دار نہ ہونگے۔ چنانچہ اِس کے مطابق عملدرآمد ہوا۔ اور ترکون نے بہی فقط ایک دستہ اپنی سپاہ کا شہر مین جانے دیا۔ یونانی امیر البحر وقت تحریر اس خط کے ابہی تک یہین ہے مگر کوئی ساعت مین جائیگا۔ (اوسی دن کے خطوط سے جو شام کو نامہ نگارون نے اپنے اپنے اخبارات کے نام روانہ کئے تہے معلوم ہوتا ہے کہ سہ پہر کے وقت امیر البحر اپنے کل جنگی جہازون سمیت چلا گیا تہا۔ (**شعر**

ترے گہر سے یون لیکے ارمان نکلے
جوانی مین جس طرح سے جان نکلے ۔ اڈیٹر)

اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ مقام تیراس سے ۳ مئی کو لکہتا ہے۔ کہ مین اور میرا ایک رفیق اپنا اسباب موضع کوماردس مین جو ایک پہاڑی درہ کی راہ پر واقع ہے چہوڑ گئے تہے۔ جب ہم اس گاؤن مین آئے تو لوگ سخت آفت مین مبتلا تھے۔ جب ہم سڑک پر پہونچے تو ہمین موضع کرواسرس اور بہت سے گاؤن دکہائی دیئے جنمین آگ لگی ہوئی تہی اور مکانات یکے بعد دیگرے جل رہے تہے یہ گاؤن دو میل سے زیادہ دور نہ تہے۔ اس سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ ترک بہت قریب آگئے ہین اور عیسائی کاشتکارون کے مکانات جلا رہے ہین۔ اب اس گاؤن مین رہنا ہماری رائے مین آپ موت کے منہہ مین جانا تہا اسلئے ہم نے اون بیچارے زمیندارون کو صلاح دی کہ اپنا اپنا اسباب جو فی الجملہ گران قیمت کا ہو لیکر راتون رات آرٹا مین پہونچ جاؤ۔ ہم نے اونسے یہ بہی وعدہ کرلیا کہ جب تک تم تیار نہ ہو جاؤ ہم تمہاری راہ دیکہین گے بلکہ اپنے گہوڑے بہی اونہین اسباب لادنے کے لئے عاریتاً دیدیئے۔ بیکس عورتین روتی تہین اور اسی حالت مین جو کچھہ اونسے ہوسکا اونہون نے اکٹھا کر کے گٹھریون مین باندھا۔ جب اس سے فارغ ہوئین تو اونہون نے نہایت دردانگیز اور مایوسانہ نگاہون سے اپنے مکانون اور قیمتی اسباب معاشرت کیطرف دیکہا جنکی نسبت اونہین یقین کامل تہا کہ ابہی طرفۃ العین مین جلکر خاکستر ہوجائیگا اور اونہین پہر دیکہنا نصیب نہ ہوگا۔ ایک جوان عورت کی مایوسی خاصکر قابل بیان ہے کیونکہ اوسکی شادی عنقریب ہونیوالی تہی اس سبب سے اوسکا جہیز وغیرہ سب کچھہ تیار تہا۔ اب چونکہ یہ بہاگڑ پڑی اسمین ناچار اوسے اپنے جامہ عروسانہ تک یہین چہوڑنے پڑے۔ چہوٹے چہوٹے بچے بسترون سے اُٹھائے گئے۔ اور وہ اوٹہتے ہی اصلیت سمجھہ گئے۔ اوسکی وجہ یہہ ہے کہ بچپن ہی سے اونہین جب کبہی وہ والدین کو ستاتے تو اس نواح مین یہہ کہکر چپ کرایا جاتا ہے کہ وہ ترکی سپاہی آئے۔ خیر جون تون کر کے ہم روشنی لیکر گہر سے باہر نکل آئے اور دروازے مقفل کر کے پہاڑ کے درے مین اوترے۔ ہمارے ساتھہ بہت سے آدمی تھے جنمین بعض تو ضعیف العمر تہے اور بعض معصوم بچے۔ ان مین سے اکثر نے جن مین تہوڑی قوت بہی تہی اسباب کی گٹھریان سر پر اوٹہائی ہوئی تہین۔ رستہ مین اور بہی آدمی ہمارے ساتھہ شریک ہوئے اور رفتہ رفتہ ہماری تعداد سات سو تک پہونچی۔ مین اور میرا رفیق سفر بہت دور تک پیادہ پا جاتے رہے۔ اور جب آخر کار ہم گہوڑون پر سوار ہوئے تو ہم نے اپنے ساتھہ اپنے مالک خانہ کے دو شیرخوار بچے بہی لے لئے۔ رات بہت اندہیری تہی اور پہاڑی رستے بالکل ناہموار تہے اسلئے ہم جلد جلد سفر نہ کرسکتے تہے۔ بہت سے آدمی شمعین اور لیمپ لیکر ہمارے قافلہ مین دور دور پہیل گئے۔ تاکہ اندہیرے مین کوئی پیچہے نہ رہ جاوے اور راستہ بہی دکہائی دے۔ ہمین خوف تہا کہ درے کے سرے پر ہمارے پہونچتے ہی ترک بہی نہ آن پہونچین۔ مگر جب ہم پہونچے تو وہان کوئی متنفس عام اس سے کہ دوست ہو یا دشمن موجود نہ تہا۔ یونانی بہگوڑے ہمارے آگے تہے اور ترک ہمارے پیچہے چلے آتے تہے۔ اس وقت جب مین نے اپنے داہنے طرف نگاہ کی تو آگ مشتعل نظر آئی۔ کیونکہ ترکون کی فوج اب مقام فلیپیاڈا پر تعاقب کرتے کرتے قابض ہوگئی تہی (یہ شہر اسی لڑائی مین تیسری بار ترکون کے ہاتھ آیا ہے) اس شہر کا مابقی حصہ جو سابقہ تاخت و تاراج سے باقی رہا تہا۔ اب آگ کی نذر ہو رہا تہا۔ نصف شب ہوگئی تہی کہ ہمین یونانیون کی وہ فوج ملی جو بہاگ رہی تہی۔ انکی عجیب صورت ہو رہی تہی۔ اور ہمین انکی حماقت پر سخت تعجب آیا کہ یہ کس بنیاد پر وہان سے بہاگ آئے ہین۔ نہ تو کوئی بے ضابطگی تہی۔ نہ خوف نہ ہراس اور نہ کشت و خون تہا جو ان کے اس بزدلانہ فرار کا موجب ہوا تہا بلکہ اگر باعث تہا تو یہ تہا کہ انہون نے آپسمین پختہ عزم کرلیا تہا کہ ہم اپنے افسرون کی متابعت نہ کرینگے اور ترکون کے مقابلہ مین مطلق ہاتھہ نہ اوٹہائینگے۔ چنانچہ انہون نے ایک گولی تک چلائی اور بلاوجہ بہاگ گئے۔ البتہ طلیعہ کی فوج نے اپنے فرائض کی انجام دہی مین کوتاہی نہ کی (غالباً وہ ان بہگوڑون کے آگے آگے مشعل برداری کرتے ہونگے۔ اڈیٹر) +

مین اور میرا رفیق دونون حیرت مین تہے کہ انکو کیا ہوگیا یہ ہٹے کٹے ہین اور ان مین دیکہنے کو یہہ قوت بخوبی موجود ہے کہ دشمن کا مقابلہ کرسکین۔ مگر باوجود اس کے صورت یہ تہی کہ چپ چاپ ہتہیار بغل مین دبائے بلا تمیز خورد و بزرگ و افسر و سپاہی اندہیری رات مین دبک کر چلے جا رہے تہے۔ اور افسر بہی عالم بے بسی مین یہہ دیکہکر کہ سپاہی قابو مین نہین کمال ذلت و رسوائی کے ساتہہ اونکے ساتہہ ساتہہ چلے جاتے تہے۔ سمجھہ مین نہ آتا تہا کہ باوجود اس تن و توش کے انکے حوصلون کو کیا ہوگیا۔

(ہوتے سیرت سے ہین مردان دلاور ممتاز
ورنہ صورت مین تو کچھہ کم نہین شہباز سے چیل۔ اڈیٹر)

ہمارا کارسپانڈنٹ آرٹا سے تیراس کو بذریعہ ریل پہونچا۔ اور وہان سے اُس نے ہمین یہ تار دیا ہے۔

کہ تیراس کے لوگ بہی سخت اضطراب مین ہین۔ غول کے غول ایک وحشت اور اضطراب کی حالت مین شہر کے بازارون مین دیوانون کی طرح پہرتے ہین۔ اور جہان کہین دس پانچ اکٹھے ہوگئے وہین ان متوحش واقعات کے موجبات اپنے اپنے قیاسات کے مطابق بیان کرنے لگجاتے ہین۔ کوئی افسران پر الزام دہرتا ہے کوئی شاہ کو کوستا ہے اور کوئی اوسکے اراکین خاندان پر دل کا بخار نکالتا ہے۔ غرضکہ کوئی شخص نہین جو اونکے لعن وطعن سے محفوظ رہ سکے۔ اکثر فہمیدہ آدمیون کو خوف تہا کہ کہین انقلاب سلطنت ہی نہ ہوجاوے۔ چنانچہ پچھلے اتوار کو جب گرجون مین پادریون نے شاہ کی مزید عمر اور بقائے سلطنت کے لئے دعا مانگی تو لوگ اسپر بہت بگڑے اور بادشاہ کے محل کو بہی جو اسی نواح مین واقع تہا بعض دہقانون نے لوٹا۔

کارسپانڈنٹ پہر جمعہ کے روز آرٹا مین واپس آیا اوسکا بیان ہے کہ مین نے رستہ مین ہزارون باضابطہ فوج کے سپاہی اور ریلیف اور والنٹیر دیکہے جو سرحد پر جا رہے تہے اون مین حب قومی کا بہت کچھہ ولولہ تہا مگر آرٹا والون کے دل سخت افسردہ اور طبیعتین خاصکر اسلئے بجہی ہوئی تہین کہ انہین میدان کارزار مین ترکون سے لڑنے کو افسر نہ بہیجتے تہے۔ (ابہی ابہی کارسپانڈنٹ لکہتا آیا ہے کہ فوج بزدل ہے اور افسر انکی بزدلی اور کم حوصلگی کے ہاتہون ناچار ہین اور اوسی صفحے بلکہ اوسی کالم مین یہہ دوسرا راگ الاپنے لگا ہی ہیچ ہی دروغگو را حافظہ نباشد۔ اڈیٹر۔) ترکون کی جمعیت یہان انکے مقابلہ مین بہت قلیل ہے۔ اور اونکی فوج دریا کے کنارے پڑی ہی۔ باوجودیکہ بار بار وہ انہین اشتعال بہی دیتے ہین اور گاؤن پر گاؤن جلا رہے ہین۔ مگر پہر بہی انہین اتنی ہمت نہین کہ آگے بڑھکر اونسے دو دو ہاتہہ کرلین (ہاتہہ کون کرے۔ وہ چمن ہی اوڑ گیا جس مین بہار آنیکو تہی۔ اڈیٹر۔) +

چنانچہ جمعہ کے روز ترکون نے موضع گریمبنزا کو جلا کر خاکستر کرڈالا۔ حالانکہ دو میل کی مسافت پر سامنے یونانیون کے تیس ہزار سپاہی اپنی آنکہون سے یہہ قیامت خیز حادثہ دیکہتے رہے۔ مگر کسی نے چون تک نہ کی۔

اب آرٹا مین آئینی اور غیر آئینی فوج اور دیگر اطراف کے بہگوڑے بکثرت جمع ہوگئے ہین۔ عام طور پر تپ محرقہ اور اسہال کا زور ہی۔ دوکانین سب بند تجارت بلکہ کاروبار تک بالکل مسدود ہی۔ اب انہون نے قلعہ عمارت۔ اور سیگورا بہی چہوڑ دیا ہے اور ترکون نے اپنا تسلط وہان بہی بٹہا لیا ہے۔ ترکون کا جنرل مقام جنینا سے تار دیتا ہی کہ یونانی یہانسے شکست کہا کر بہاگ گئے ہین۔ لڑائی مین اونکے ۹۷ آدمی کام آئے۔ اور ترکون کو تین ہزار بندوقین اور تین سو صندوق گولہ اور بارود کے اور ایک پہاڑی توپ بطور غنیمت کے ہاتہہ آئی۔ یونانیون کے ایک بیڑہ جہازات نے پیر کے دن موضع سکیا پر گولہ اندازی کی یہان ترکون کا ذخیرہ خوراک ہی۔ البانیا کے عیسائیون نے ایک اشتہار دیا ہی جس مین عبارت ذیل درج ہی جو قابل توجہ ہے: جن لوگون کا یہ اعتقاد ہی کہ مقدونیہ اور تہسلی ہماری نہین وہ غلطی پر ہین۔ بہائیو جو ہمین یونانی سمجھے وہ ہم سے دشمنی کرتا ہی اور ہمین رنج دیتا ہے یہ خوب یاد رکہنا چاہیئے کہ اسلام اور نصرانیت کے پیشواون نے ہمین ایک دوسرے سے علیحدہ کیا ہے۔ یونان نے علاقہ آرٹا اور تہسلی پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اب اوسکو ایپیرس اور مقدونیہ کی ہوس ہے۔ مانٹیگرو نے ٹینج اور ایلنٹوری دبا رکھے ہین۔ ہماری باقی علاقو پر آسٹریا۔ بلگیریا اور سرویا کو دانت ہین: بیرونی غنیم ہماری قلمرو مین دست اندازی سے باز رہین ورنہ ہم تلوار سے اونکا مقابلہ کرینگے۔ **ایک ترکی جہاز کا گرفتار ہونا۔** کہا جاتا ہی کہ یونانیون نے ترکون کا ایک جہاز مقام منڈوس کے پاس گرفتار کیا ہی۔ اسمین ساٹھہ عربی سپاہی اور چھہ افسر سوار تہے جہاز مین تین سو مہری مارٹینی رائفلین اور چودہ ہزار کارتوس تہے۔ ہر چند سپاہیون اور افسرون سے پوچھا گیا مگر وہ کچھہ پتہ نہین بتاتے کہ اونکا ارادہ کہان کا تہا۔

اخبار پایونیر کو ایک کارسپانڈنٹ نے لندن سے ایک طویل خط ۱۴ مئی کو لکہا ہے جسکا ماحصل درج کیا جاتا ہے:-

یونانی فوج کی بہت بری گت ہو گئی ہے سپاہی بہوک کی مارے پسے جاتے ہین۔ سردی کی مارے ٹہٹہر رہے ہین کوئی لحظہ نہین کہ بار بار کے کہانسنے سے فرصت ہو جسم ہلے پست ہو رہے ہین۔ اور دلون کی اُمنگین بالکل مفقود ہین۔ اس قوت اور حوصلہ کو ساتہہ ان بہیسے ہوئی بہگوڑون کا لشکر ڈمکاس کے پاس اترا ہوا ہے جہان ہر دم اور ہر لحظہ یہ اندیشہ سوہان روح ہو رہا ہے کہ ابہی فتحمند غنیم کی افواج قاہرہ آکر ہمین پامال کر دینگی۔ اور ہمین ناچار اُنکے سامنے اطاعت قبول کرنی پڑیگی کیونکہ سامان حرب جسقدر موجود تہا وہ تقریباً سب کچہہ وہ پہلے ہی چہین چکے ہین۔ اور تہسلی مین سے کوئی لاکہہ آدمی ہماری قوم کے پہلے ہی سے بے خانماں ہو چکے ہین اور برق و باران کے طوفانون مین بے آب و دانہ اور بلا ستر عورت کسی مقام امن کی تلاش مین دربدر اور سرگردان پہر رہے ہین۔ اور ترکون نے تقریباً وہ سارا علاقہ از سر نو فتح کر لیا ہے جو انسے ۱۸۸۱ء مین جبراً چہینا گیا تہا۔ اس فوجکو فوج کہنا غلطی مین داخل ہے البتہ یہ کہہ سکتے ہین کہ ایک غول بال و پر شکستہ اور شکست خوردہ بہگوڑونکا ہے جنکے پیچہے ترکی افواج بڑہی چلی آرہی ہین اور جنکے آگے ایتہنز دارالخلافہ یونان ہے انکے پلے کوڑی نہین۔ اس ملک کا مالی اعتبار جو بیرونی ممالک مین تہا وہ بالکل تباہ ہو گیا ہے اور اندرونی آمدنی کے صیغے مثلاً حرفت صنعت تجارت اور زراعت وہ ان مالا یطاق مصائب اور تواتر صدمات کے سبب سے معرض زوال مین آ گئے ہین اس حالت مین اور ایسی جانکاہ مصیبتون کے نرغہ مین گرفتار ہو کر ناچار یونانیون کو تن بہ تقدیر دول عظام کے سامنے صلح کا خواستگار ہونا پڑا۔ بوقت تحریر اس خط کے یونانی گورنمنٹ نے اپنا افسر کریٹ سے واپس بلا لئے ہین اور کریٹ کی خودمختاری (جو سلطان چاہتے تہے) قبول کر چکے ہین۔ انکی ذلت اور رسوائی اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ انہون نے بلا کسی شرط کے اپنی نیک و بد کو دول عظام کے فیصلہ پر چہوڑ دیا ہے اور انہین کامل اختیار دیدیا ہے کہ وہ جس طرح پر چاہین ان بدبختونکی قسمت کا فیصلہ فرماوین ان طاقتون مین شہنشاہ جرمن بہی ہین جنہون نے آغاز جنگ کے وقت یہ فرمایا تہا کہ کیون اسے قرار واقعی سزا نہین دیجاتی۔ (سو اس حال کو پہنچے ترکی قصے سے کہ اب ہم • راضی ہین جو عدا بہی کرین فیصلہ اپنا • اڈیٹر)

وہ اس سے پہلے صلح کے خواستگار نہ ہونیکا یہ بہانہ کرتے ہین کہ اگر ہم ایسا کرتے تو عوام الناس کیطرف سے سخت اندیشہ تہا اور جمہور رعایا نہ صرف وزارت کو تہ و بالا کرتی بلکہ عجب تہا کہ خاندان شاہی مین انقلاب واقع ہوتا (شاید اسی انقلاب کے ڈر کے مارے خاندان شاہی کا رکن رکین یعنی ولیعہد سلطنت کمانڈر انچیف بنکر میدان جنگ مین بہیجا گیا تہا عذر بدتر ز گناہ نگرید۔ اڈیٹر) یہ مانا کہ ایم ریلی حال کا صدر اعظم اپنی ہمقومون کی طبایع اور اُن کے خصائل سے بخوبی آگاہ ہے مگر حق یون ہے کہ یہ دلائل اب وضع کئے گئے ہین جب شکست پر شکست ہوئی ہے۔ ابتدا مین انکا خیال تک کسی کو نہ تہا۔ یہی یونانی جنہین ایسا شورہ پشت اور جنگجو بیان کیا جاتا تہا اب ہمہ تن صلح کے خواہان ہین ایک ہفتہ گذرا ہے کہ وہ خواہشمند تہے کہ یورپ صلح کا نام لے اور ہم اپنی رضامندی ظاہر کرین بلکہ بطریق شکایت برملا کہتے تہے کہ کیون یورپ کی سلطنتین بیچ بچاؤ نہین کرتین۔ خاص ایتہنز کے آشتی مزاج اصحاب اس حیرت مین ہین کہ ترکی کس لئے صلح کی بات کو کہٹائی مین ڈالتی ہے اور کیون بہت جلد وقفہ جنگ کو منظور نہین کرتی حالانکہ دو دن ہو چکے ہین کہ دول عظام کے سفیرون نے باب عالی مین ضابطہ کے طور پر اسکی درخواست بہی کی ہے۔ اگر غور سے دیکہا جاوے تو اسمین بہی انہین کا قصور ہے اگر آج یہ کریٹ کو خالی کر دین اور اُس سے کلیۃً طور پر اپنا قطع تعلق کر لین تو عجب نہین کہ ترک بہی راہ پر آجاوین۔ یہ مانا کہ تہسلی مین انکا ستیاناس ہو گیا ہے اور انکی جمعیت بالکل پراگندہ ہو گئی ہے مگر اسپر بہی ابتک اُنکا بیڑہ جہازات اکڑا کہڑا ہے بات یہ ہے کہ دونون فریق اس تاک مین ہین کہ مصالحت سے پہلے جس قدر ممکن ہو ایک دوسرے کا خون نچوڑ لین۔ ترک یہ چاہتے ہین کہ ڈمکاس لے لین تاکہ جسقدر علاقہ اُنکے ہاتہہ سے ۱۸۸۱ء مین نکل گیا اُنکے قبضہ مین آجاوے۔ اور ایتہنز مین پہنچنے کیلئے کوئی امر انہین سد راہ نہ ہو اور اسمین ایک اور فائدہ بہی متصور ہے وہ یہ کہ بصورت فتح ڈمکاس ترکون کو اتنی قدرت ہو جائیگی کہ جو شرائط چاہین خواہ وہ کتنی ہی ناگوار کیون نہ ہون منوا سکینگے۔ اگرچہ اب بہی وہ فاتح ہین مگر اُس وقت اُنکی حالت بدرجہا غالب ہوگی (شاید ناظرین کو یاد دلانا ضروری ہے کہ عنایت الٰہی سے ترکون نے ڈمکاس پر بعد تحریر اس خط کے قبضہ کر لیا ہے کیونکہ یہ خط ۱۴ مئی کا لکہا ہے۔ اڈیٹر) یونانیون نے یہ وطیرہ اختیار کر رکہا ہے کہ اپنی قوم کو اصلی واقعات اور حالات سے محض بیخبر رکہتے ہین اور اگر اتفاق سے کسی ایک آدہ موقع پر کسی چپقلش مین ترکون کو پسپا کیا تو بس بات کا بتنگڑ بنا کر اُسے ایک بڑی نمایان فتح مشہور کر کے اپنے ہموطنون کو خوش کرنیکی کوشش کرتے ہین۔ اگر کسی کشتی کو پکڑ لین یا کسی گاؤن کو تہوڑا سا نقصان پہنچا دین یا سمندر مین کسی ترکی کشتی پر حملہ کر بیٹہین تو ساری جہان مین اشتہار کر دیتے ہین کہ ہماری بحری افواج نے یہ کار نمایان کیا ہے۔ جسکا کچہہ ٹہکانا نہین۔

ایک اور امر بہی مصالحت کا سد راہ ہے وہ یہ کہ یونانی چالبازی اور پہرتی کرنا چاہتے ہین۔ اور سلطان بڑا دہیما ہے اگرچہ اخبار ٹائمز نے سلطان کو صلاح دی ہے کہ وہ اس معاملہ مین تساہل نہ کرین بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو مصالحت کر لین مگر عبدالحمید اپنے معاملات کو اپنے طور پر آپ ہی سمجہتا ہے۔ ان معاملات مین وہ بڑا ہوشیار ہے اور عہد و پیمان کے بارہ مین اسے خاص لیاقت حاصل ہے اور خاص ایسے وقت مین جبکہ اوسکی فوجین غنیم کے ملک کے اندر قیامت ڈہا رہی ہین اور یہ یاد رہے کہ اوسکی حالت اُس وقت اس سے بہی زیادہ قوی ہوگی جب ادہم پاشا ڈمکاس لے چکیگا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان صلح کو پسند کرتے ہین ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو تاہم وہ بہی تو عبدالحمید ہے جسکے فہم و فراست کو یورپ نے مانا ہوا ہے وہ ایسے وقت پر کب چوکنے لگا اور کوئی عقل سلیم نہین مانتی کہ ایسا بیدار مغز آدمی ادنی سے ادنی فائدہ بہی جو ممکن الحصول ہے ہاتہہ سے جانے دے۔ اور علاوہ بران اُسے اپنی جان نثار رعایا کی بگڑی ہوئی طبیعتون کا پاس خاطر بہی منظور ہے کیونکہ آجکل قسطنطنیہ مین جنگجو فریق کا غلبہ ہے اور یہ قرین قیاس نہین کہ سلطان اُنکے مشورونکی کچہہ بہی پروا نہ کرے۔ یونان مین بادشاہ کو یہ بہی خطرہ لاحق حال ہو رہا ہے کہ کہین بیٹہے بٹہائے سلطنت ہی نہ چہن جائے اسکی وجہ یہ ہے کہ اٹلی کے والنٹیرون نے یہ فساد کا تخم یونان مین آکر بویا ہے۔ یہ قریباً کے سب سوشلسٹ اور ریپبلکن تہے جنکا اصلی مدعا یہان آنیکا یہی تہا کہ لوگون کو سلطنت شخصی سے بدگمان کرین اور اپنے جمہوری اصولون کو ترویج دین یونانی بالعموم بین بین ہین نہ تو وہ شخصی سلطنت کے بڑے طرفدار رہین ہین نہ جمہوری کے۔ علاوہ بران وہ یہ بہی بخوبی جانتے ہین کہ اگر ہمنے ذرا بہی موجودہ خاندان شاہی کے برخلاف ایک حرف بہی زبان سے نکالا تو آدہا یورپ ہم سے بگڑ بیٹہے گا۔ (یہ آخری وجہ بہت صحیح ہے کیونکہ دول عظام کے سارے تاجدار تقریباً یونان سے قرابت قریبہ رکہتے ہین۔ اڈیٹر) مگر باوجود اس خوف کے پہر بہی اونہین یہ امر گوارا نہین کہ کراون پرنس کی شکل دیکہین مگر اس نفرت سے یہ لازم نہین کہ وہ خاندان شاہی کے مخالف ہون۔

ظاہرا شرائط صلح مین چندان دقت نہ ہوگی کیونکہ سلطان کو اس امر کی اطلاع ہے کہ اُن کے حدود مملکت مین کوئی بیجا وسعت نہ دیجائیگی۔ ہان مقدونیہ اور تہسلی مین کسیقدر وسعت ہوگی۔ اور وہ بہی اس قدر جس سے یونان کو آئندہ ایسی حرکات کا حوصلہ نہ ہو۔

خرچہ جنگ کی نسبت مختلف روائتین ہین مگر تحقیق معلوم ہوا کہ آجتک اس لڑائی مین سلطان کا چالیس پچاس لاکہہ پونڈ خرچ ہوا جس سے یہ قیاس کرنا آسان ہے کہ تقریباً اتنی ہی رقم پر خرچہ کا فیصلہ ہوگا۔ مگر دقت یہ ہے کہ یونان کے پاس کوڑی نہین۔ غالباً اسکا انتظام یہ ہوگا کہ بعض دول یورپ اسکی ضمانت دینگی اور آپ یونان کے مالی محاصل سے اس رقم کے بارہ مین اطمینان کر لین گے۔ یہ امر یونانیون کو چندان ناگوار نہین اور امید ہے کہ یونان جو قدرتی طور پر ایک زرخیز ملک ہے اگر ایک متدین اور قابل آدمی کے قبضہ مین دیا جاوے اور اوسکا مالیہ انتظام دیانت اور بیدار مغزی کیساتہہ ہو تو عجب نہین کہ تہوڑے ہی عرصہ مین اُسکے تعلقات ممالک غیر کے قرضخواہون کیساتہہ اچہے ہو جائین ان قرضخواہون مین جرمن بہی ہین جنکا روپیہ بقدر پندرہ ملین کے یونان کے ذمہ ہے اور جو بیس کروڑ روپیہ ہوتا ہے یہ تو فقط جرمن کا قرضہ ہے اورون کا بہی کم و بیش اتنا ہی ہوگا عجب نہین کہ یہی قرضے اوتارنے کو یہ تہیہ جنگ کیا تہا مگر تقدیر اُلٹ گئی ہے اور لینے کے دینے پڑے۔ اڈیٹر) اگر دقت ہے تو اور ہی ہے یعنی وہ تیسری شرط جو سلطان لگانا چاہتے تہے وہ یونانیون کو ضرور ناملائم طبع ہوگی اور وہ ان شرائط اور رعایات کی تنسیخ کے بارہ مین ہے جو یونانی رعایا کو بمقبول دیگر رعایاء یورپ بلاد اسلامیہ مین آجتک حاصل تہے سلطان کو اس شرط کو منوانے مین یہانتک ہٹ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین اور شرطونکی پروا نہین کرتا مگر اس شرط کو ضرور منوا کے چہوڑونگا اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یونانی سخت ذلیل ہونگے اور ہر ایک مسلمان خواہ وہ کتنا ہی قلیل الاوقات کیون نہ ہو انہین نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکہیگا۔ سلطان یہ کہتے ہین اور انکا کہنا معقولیت سے خالی نہین کہ اگر مین یہ نہ کر سکون تو اپنی رعایا کو کیا منہہ دکہاؤنگا وہ مجہسے ضرور معارضہ کرینگے کہ اس تگ و دو اور صرف بیجا کا معقول نتیجہ یہ نہین ہو سکتا کہ سرحد مین ایک خفیف سی ترمیم ہو جاوے یا پانچ چہہ کروڑ روپیہ ملجاوے ایسے معاوضے تو کوہ کندن و کاہ برآوردن کے مصداق ہین۔ یہ تو سلطان کا ظاہرا حیلہ ہے لیکن فی الاصل جو فائدہ اس مین انکے مد نظر ہے وہ یہ ہے کہ بلاد عثمانیہ مین یونانی بکثرت سوداگری کرتے ہین۔ اگر سلطان اون پر ٹکس لگانے پر قادر ہو گیا تو یقیناً ایک نہایت قلیل عرصہ مین سلطانی خرچہ جنگ کیا اُس سے دوگنا روپیہ وصول کر لے گا۔

اگر یہ رعایات منسوخ ہوئین تو جسقدر یونانی تاجر ہین وہ سب کے سب سلطان کے قبضہ قدرت مین بالکل بے بس ہونگے اور سلطان انکا خون بخوبی نچوڑ لیگا جسکے مقابلہ مین تہسلی کا دوبارہ ہاتھ سے جانا بھی کسی کو چندان ناگوار نہوگا اب یہ دیکھنا ہے کہ دول عظام اسکی نسبت کیا فیصلہ کرتے ہین۔ روس پر سب کی آنکھین لگی ہوئی ہین مگر وہ بقول اخبار ڈیلی کرانیکل یونانیونکی استمالت ہی پر منحصر ہو مگر یہ بھی جاتا ہی کہ پہلے دنون سی اوسی یہ فکر پڑ رہا ہے کہ ترکونکی طاقت اتنی زبردست کسطرح ہوگئی۔ حق یون ہے کہ یونان نے اس جنگ مین سخت غلطی کی ہی وہ ایسی بڑی مقابلہ کیلئے کسیطرح تیار بھی نتہا نہ تو اوسکی پاس فوج تھی اور نہ سامان حرب اور نہ روپیہ اوسکو جو امید تھی کہ میرے میدان مین آتے ہی بلگیریا اور سرویا اور کوہ بالکن کے تمام ریاستین علم بغاوت بلند کرینگی اوسمین بھی اوسے کوئی کامیابی نہوئی۔ اور اسکی وجہ ظاہر ہے کہ روس نے ایک لاکھ فوج اونکی سرکوبی کو تیار رکھی تھی۔ رہا یورپ کا کانسرٹ وہ بھی ترکونکو منع نکرسکا اب اوسکا سارا خمیازہ انگلستان پر ڈالنا چاہتے ہین وہ کہتے ہین کہ ہمین امید تھی کہ انگلستان ہمارا ہاتھ بٹائیگا چنانچہ انگلستان کا ایک ممبر پارلیمنٹ جو ابھی ابھی یونان سے واپس آتا ہے لکھتا ہے کہ یہ لوگ میری آؤ بھگت کرتے ہین یہانتک کہ مین اونکی خام خیالی اور بیجا خوشامد سے بیطرح تنگ آجاتا تھا اور ہرچند چاہتا تھا کہ انکے دلونسے یہ بیہودہ خیال دور کرون مگر وہ باز نہ آتے تھے اور انگلستان کو اپنا قومی مددگار خیال کرتے ہین اور ثبوت مین وہ سو ممبران پارلیمنٹ کا تار پیش کرتے تھے۔ اسپر انہین اتنا ناز تھا کہ کسی کے کہنے کو خاطر تلے نلاتے تھے۔ ڈیلی نیوز کی راے ہے کہ جو مصیبت یونان پر آئی ہے وہ اسی تار کی بدولت آئی ہے اور یہ رونا اونھون نے اسی کی طفیل دیکھا ہے۔ اگرچہ بادشاہ اور اوسکے وزیر بخوبی جانتے تھے کہ یہ تار ہمین کسی امداد یا دستگیری کا وعدہ نہین دیتا مگر لوگ ضرور اس دہوکے مین رہے۔

قصہ مختصر یہ کہ جنگ کے سارے حالات کو پیش نظر رکھکر اور اوسکی مختلف صورتون کو ہر ایک پہلو کو دیکھکر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یونانی بہادر قوم نہین اور فوجی معاملات سے وہ بالکل بے بہرہ ہین یہی راے پال مال گزٹ کے خاص نامہ نگار کی ہے اور اس لڑائی نے ثابت کردیا ہے کہ جو روح اونمین آج ستر سال پہلے موجود تہی جبکہ اونہون نے آزادی حاصل کی ہے۔ اسوقت اُسکا عشر عشیر بھی موجود نہین سپاہی آمادہ مزاج بچون کی طرح ہین جنہون نے لڑائی کو ایک کھیل سمجھ رکھا تھا اوسکی از حد خواہش ظاہر کی لیکن جب اوسکا مزا چکھا تو سٹ پٹا گئے اور ایسے دم بخود ہوگئے کہ اوسکے نام ہی سے انہین ہول آتا ہے یہ تو سپاہیون کا حال ہے اب افسرونکی سنئے انہین مطلق وہ قابلیت اور تدبر موجود نہین جو ایک لائق جنرل کیلئے ضرور ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ انہون نے پہلے سے کوئی نقشہ یا تجویز جنگ کی نہ بنائی تھی۔ وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جہان ہم نے مقدونیہ اور اپیرس پر حملہ کیا اوسی وقت۔ بلگیریا سرویا اور مانٹی نگرو عقب سے ترکون کو دبا لینگے مگر اپنی کوتہ اندیشی سے یہ خیال نکیا کہ اگر ان سلطنتون کا سر پھر گیا اور یہ میدان مین نہ آئے تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع مین آیا یعنی جب ترکون نے انہین مار کر بھگایا اور آپ انکے علاقہ مین دباتے چلے آئے تو جنرلیون کی لیاقت تمام ہوئی اور چھکے چھوٹ گئے۔

سب سے بڑا نتیجہ اس لڑائی کا یہ ہوا کہ یونان صفحہ ہستی سے معدوم ہوگیا ہے اور ترکونکو حیات دوبارہ ہوئی ہے اور مشرقی یورپ مین ایک زبردست سلطنت نظر آنے لگی ہے اسلام کی بوسیدہ ہڈیون مین آب حیات چھڑکا گیا ہے اور مسلمانون کو جو مدت سے اپنے آپکو مریض سن سن کر خود بھی بیمار سمجھنے لگے تھے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ ہم مین ابتک جان اور حوصلہ باقی ہے اور ہم مین وہی سپاہیانہ جلاوت اور جوانمردی موجود ہے جو آبا و اجداد سے ورثتاً ملی تہی اور ہم اب بھی اپنے بزرگون کی طرح اورونکو فتح کرسکتے ہین اس خیال کو یہانتک وسعت ہوگئی ہے کہ اکثر ترک کہتے ہین کہ یونان اگر ہمین تاوان جنگ وغیرہ کچھ بھی نہ دے تاہم ہمین اوسکا ممنون ہونا چاہئے کیونکہ اوسنے ہمارا سکہ سارے یورپ مین جمادیا ہے جو درصورت لڑائی نہونیکے ناممکن تھا۔

سارے نامہ نگار جو مختلف اخبارونکے میدان کارزار مین موجود تھے وہ متفق اللفظ بیان کرتے ہین کہ ادہم پاشا کی فوج نے جو نیک سلوک باشندگان تہسلی سے کیا ہے وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے لوگ خواہ مخواہ غلطی سے گھربار چھوڑ کر بھاگ گئے ہین اور جن لوگون نے ایسا نہین کیا وہ ان بدبختونکی شومئی اعمال پر ہنستے ہونگے۔ جو آب ندیدہ و موزہ از پا کشیدہ پر عمل کرکے نکل کھڑے ہوئے اگرچہ کچھ قتل و غارت ہوا بھی تو وہ بھی یونانیون کا تھا جو ہمیشہ عادتاً جہانسے بھاگتے تھے قیدخانے کھول جاتے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ قیدی زنجیرین توڑ کر نکل آتے تھے اور بیگناہ شہریون کو لوٹتے تھے اور جسوقت ترک داخل شہر ہوتے تھے تو اونسے ڈرکر پہاڑون مین جا چھپتے تھے اور وہانکے باشندونکو ستاتے تھے۔ اب بھی جہان جہان ترکون کی جمعیت ہے وہان ایسے بدمعاشون اور رہزنون کا بس نہین چلتا اور لوگ امن اور آسایش مین ہین ان لوگون کا اعتبار اس حسن سلوک پر اتنا جم گیا ہے کہ لوگ بکثرت اپنے گھرونکو واپس آگئے ہین۔ اور اپنے کام دہندون مین لگ گئے ہین ان یونانی سپاہیون نے لوگون کو اسطرح بھی غارت کیا کہ انہین خواہ مخواہ یہ کہا کہ ترک آکر تمہین لوٹین گے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیچارے بہت تھوڑا اسباب لیکر بھاگ گئے اور باقی چھوڑ گئے۔ ٹایمز کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب تیس لاکھ پونڈ (۵ کروڑ روپیہ) تہسلی والون کا نقصان ہوا ہے۔

دولو کے لوگونکو اپنے ہمسایونکی حالات سے سبق ملا اور اونہون نے عقلمندی کی کہ وہ نہ بھاگے اور بجاے اسکی ترکونکی آنے پر اظہار خوشنودی کیا اور سلطان اور اسکی افواج کو خیر مقدم کہا البتہ ڈیلی کرانیکل کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ مین ایک دو دن تک اون مظالم کی کیفیت لکھونگا جو ترکون نے اپیرس مین کئے ہین ممکن ہے کہ ایکدو ایسے واقعات ہوئے ہون اور ایسا ہونا بھی ایسے معرکہ مین کچھ غرائبات سے نہین لیکن کوئی ایسی شکایت نہین سنی گئی کیونکہ جو فوج اپیرس مین تھی وہ ادہم پاشا کی ماتحت افواج سے ہر طرح پست ہے۔

ایک نتیجہ خیز امر جو اس لڑائی مین ثابت ہوا ہے وہ جرمنی کی مداخلت ہے جرمن کے ماہرین جنگ اس کارزار مین بہت کچھ دخیل تھے اور یہ فتوحات ظاہرا انہین کی اعلی تربیت کا بدیہی نتیجہ ہین اس سے عجب نہین کہ سلطان آئندہ بھی مستفید ہو اور سول مین بھی یوروپین کو اب زیادہ تر دخیل کرے اور یقین ہے کہ اگر سلطنت عثمانیہ کا انتظام متدین اور قابل آدمیون کے ہاتھ مین چلا جاوے تو ترکی عرصہ قلیل کے اندر ایک بڑی ہی متمول سلطنت بنجائیگی۔ جرمنی عرصہ سے چپکے چپکے اپنے دوستانہ اور تجارتی تعلقات قسطنطنیہ مین بڑہا رہا ہے چنانچہ ٹایمز کا کارسپانڈنٹ مقام قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ ابتدائی چھیڑ چھاڑ سے جرمنی سلطان کے ساتھ رہا ہے اور اوسکو یقین دلاتا رہا ہے کہ مین تمہارے ساتھ ہون اسمین جرمن کی غرض ہے کہ یہانکی تجارت سے فائدہ اُٹھاے اور سلطان بھی اس امر مین دلسے رضامند ہے کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ جرمنی کے فائدہ مین انگلستان کی تجارت کو نقصان پہونچیگا۔ اب جسقدر ضروریات اسلحہ گولہ بارود غرضکہ جنگی سامان کی گورنمنٹ ترکی کو پڑتی ہے وہ جرمنی کی کارخانون سے تیار ہوتے ہین۔

جرمن کی ایک متمول کمپنی نے سلطان کی خدمت مین ابھی ابھی دس لاکھ پونڈ قرضہ بھی پیشکش کیا تھا مگر سلطان نے یہ کہکر نامنظور کیا کہ ہمین بالفعل ضرورت نہین اسمین بھی عبدالحمید چال چل گیا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ بالفعل بجائے خود ممنون ہونیکے جرمنی کو تجارتی فواید کیلئے اپنا رہین منت اور گرویدہ کرون چنانچہ اوسنے ایک جرمن بنک کو یہ حوصلہ بھی دیا ہے کہ وہ قلمرو عثمانیہ مین ایک بنک کھولین اور اس بنک کو بہت سے رعایات کا وعدہ بھی دیا گیا ہے اور یقیناً اوسی بہت فایدہ بھی ہوگا۔ اور اس مین ذرا بھی شک نہین کہ یہ رعایات ضرور عطا ہونگی۔ اب دیکھنا یہ ہی کہ روس اس تعلقات کو کس نگاہ سے دیکھیگا وہ بخوبی جانتا ہے کہ ترکی سپاہی جنپر جرمنی کے افسر ہون سد سکندری سے کم نہین ہین فرانسیسی تو یہ کہتے ہین کہ قیصر جرمن کا داؤن شاہ روس پر چلگیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاہ جرمن اوس سے بہت زیادہ عقلمند ہے جو آجتک لوگ سمجھے ہوئے تھے مگر خواہ اصلیت کچھ بھی ہو اسمین ذرا بھی کلام نہین کہ موجودہ شہنشاہ جرمن سلطان کا بڑا دوست ہے اور اس یگانگت اور خلوص کا اظہار اسنے تاریخ تخت نشینی سے آجتک متواتر مختلف پیرایون مین کیا ہے ✣

مراسلت

ٹرکی و یونان

یورپ کے مدعیان تہذیب شائستگی و ہمدردی جو کچھ کہ کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں اُس سے ہم کو سبق حاصل کرنا نہیں۔ بلکہ بھولا ہوا آموختہ۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔ بلکہ اپنا ایجاد کیا ہوا مسئلہ یاد کرنا۔ کوئی گناہ ہیں داخل ہی؟ ہندوستان کے بدنصیب مسلمانوں! مسئلہ اخوت اور ہمدردی تمہارا ایجاد کیا ہوا یورپ کے مدعیان تہذیب کا عملدرآمد ہو کر تم پر حکمرانی کر رہا ہی۔ جس جوہر اور اصول مذہب کو چھوڑ کر تم دنیا میں ذلیل و خوار ہو گئے اُسی کو یورپ نے لیکر کل دنیا میں تم پر فخر اور سرفرازی حاصل کی ہے۔ حتی کہ تمہارے شان مذہب کو بھی سرنگوں اور مغلوب کرنیکی کوشش میں ہے۔ یہی اصول تھا جسکے حصول کی امید میں یونان جو دنیا کے نقشہ میں ایک مختصر نقطہ سے زیادہ نہیں ہی ٹرکی گورنمنٹ سے لڑنے کو آمادہ ہو گیا اور لڑا۔ ترکوں نے فتح حاصل کی اور گو اپنے منجملانہ انسانی برتاؤ سے سلاطین عظیم مدعیان تہذیب اور ہمدردی کی منہ اور زبان کو اپنی مخالفت میں بولنے سے بند کردیا مگر پھر بھی دیکھ رہی ہو کہ یورپ کیا کہہ رہا ہی "تھسلی شامل سلطنت ترکی نہیں ہونے دیا جائیگا"۔ یونان بوجہ بغاوت کا محرک ہو املاک کی اندر گھس آیا۔ لڑائی کی۔ ہزاروں جانیں بیٹھے بٹھائے تلف ہوئیں۔ سینکڑوں لاکھ روپیہ خرچ و برباد ہوا۔ ٹرکی گورنمنٹ نے حفاظت خود اختیاری کے مسئلہ پر عمل کیا اسپر بھی یونان ہی کی طرفداری میں صدائیں اُٹھ رہی ہیں جس سے کھلم کھلا ثابت ہوتا ہی کہ یورپ کو ہرگز ہرگز انسانی ہمدردی کا لحاظ نہیں ہے بلکہ وہ ہر طرح سے قومی اور مذہبی ہمدردی کا طرفدار ہے۔ روس۔ فرانس جرمن۔ آسٹریا۔ انگلینڈ حتی کہ دنیا کی کل چھوٹی بڑی عیسائی سلطنتوں کا یہی مقولہ ہی اب ذرا سا غور کر کے دیکھو کہ دنیا کے کسی حصہ یا کونہ سے ایسی آواز بھی ترکوں کے کان تک پہنچنے والی ہے کہ ان خود غرضوں کی باتوں کو سمجھ بوجھ کر سننا ورنہ ہم تمہاری جاں نثاری میں خزانہ اور فوج سے امداد کیلئے حاضر ہیں! ایسی صدا کہاں سے آسکتی ہے۔ جب دیکھا جاتا ہی کہ دنیا میں کوئی اسلامی سلطنت اس پایہ کی موجود ہی نہیں ہے۔ اب دیکھو کہ کیوں موجود نہیں ہے۔ بفضلہ دنیا میں مسلمانوں کی تعداد کم نہیں ہے نہ اُن کی **جبلی بہادری** میں کمی آسکتی ہے۔ جبکہ اُن کا پاک مذہب اس بات کی ہدایت کرتا ہے کہ مسلمانوں کا ہر فرد و بشر ایکدوسرے کو اپنا بھائی سمجھے اور ایسا ہی اُسکے ساتھ عملدرآمد کرے۔ ایسی حالت میں مخالفین سے اگر لڑائی پڑ جائے تو دوسرا مسئلہ موجود ہے کہ مارا تو غازی اور مرے تو شہید۔ پھر ضعف اسلام کا سبب ظاہرا سوائے اسکے اور کوئی نہیں ہی کہ ہم نے مسئلہ اخوت کو ترک کر دیا ہے جس کی وجہ سے اتفاق مفقود ہو گیا۔ نفسی نفسی پر عملدرآمد ہو کر بہادری مبدل بہ بزدلی ہو گئی اور دنیا میں ذلت و خواری کا اسلامی گروہ میں دورہ دورہ ہو گیا۔ کاش ایسا نہ ہوتا تو یونان جیسی ایک پدڑی کے مارنے پر ہندوستان کی اسلامی دنیا خوشی کے نعرے بلند نہ کرتی۔ ترکوں کے مقابلہ میں یونان کی نسبت وہی مثل صادق آتی ہے کہ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ"۔ مگر بات یہ ہی کہ ایک یونانی سپاہی جب اپنی عقب میں آنکھ پھیر کر دیکھتا ہوگا تو اُس کو اپنے برادران مذہبی۔ اہل فرانس۔ اہل جرمن۔ اہل روس اہل اٹلی اہل انگلینڈ نظر آتے ہونگے جو ایک بزدل سے بزدل سپاہی کو بھی رستم وقت یا نپولین بونا پارٹ یا جنرل وسن بنا دیتا ہوگا۔ جب ترک اپنے پیچھے نظر ڈالتے ہونگے تو وہاں سوائے اپنے کون ہی۔ پھر اس مایوسانہ ڈرامہ کے ساتھ ترکوں کی بے نظیر بہادری اور بہت ہی قابل داد بہادری اگر نہیں ہے تو کیا ہے جو سلاطین یورپ کو بھی اچنبھے میں ڈالنے والی ہے اور جس نے تمام دنیا میں جوش مسرت پیدا کر دیا ہے۔ ورنہ فی نفسہ یونان پر ترکوں کی فتوحات سے اسیقدر خوشی حاصل ہو سکتی ہی۔ جیسے کہ انگریزی گورنمنٹ کو برہما کے فتح سے ہوئی ہوگی ۱۸۷۷ء میں روس اور ٹرکی کے خاتمہ لڑائی پر جو ٹرکی صوبجات آزاد ہوئے۔ ترکی مقبوضات روس کے قبضہ میں آئے معاوضہ جنگ کا معاہدہ حسب مرضی خود روس نے کیا تو کوئی یورپین سلطنت نہ بولی کہ یہ نہ ہوگا ✦

انگریزی اخبارات آئے دن سلطنت ٹرکی کے ٹکڑے کر کے باہمی عیسائی سلطنتوں کو تقسیم کیا کرتے ہیں اسوقت کوئی یورپین دم نہیں مارتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ یورپ میں ترکوں ہی کی سلطنت ہے جو غیر عیسائی ہے اور جس کا قائم رہنا کوئی عیسائی سلطنت نہیں چاہتی اور چونکہ کل سلاطین یورپ خود غرضانہ اپنی اپنی پالسیوں میں سرشار ہیں لہذا ایک رائے بھی نہیں ہو سکتے جو دولت عثمانیہ کی خوش نصیبی کی دلیل ہے۔ کیونکہ ٹرکی کے اپنے اعضا تو سُن ہو رہے ہیں جن پر بھروسہ و اعتماد ہو سکتا تھا اسلیئے کہ دنیا کے تمام مسلمان سلطان ٹرکی کو **امیر المومنین** ہونیکی وجہ سے در اصل اُنہیں کے اعضا ہیں جو اگر آج کام کے ہوتی تو یورپ کے منہ سے بات نہ نکلتی۔ نہ یورپین اخبارات ترکوں کی نسبت دریدہ دہنی کرتے۔ خدا اُس سلطنت کو تا قیامت قائم و برقرار رکھے۔ یورپ کو بہرحال خیال کر لینا چاہئے کہ ٹرکی سلطنت کے ساتھ قریبًا تمام دنیا کے مسلمانوں کی جان وابستہ ہی اور ٹرکی کا خاتمہ کھلواڑ نہیں ہے یورپ باوجود سب جنگی تیاریوں کے مذہبی جنگی تواریخ کو دیکھے اور سلطان **صلاح الدین** مرحوم کے ہاتھ پر جس جنگ کا خاتمہ ہوا اُسکو پڑھے ✦

۱۹ مئی ۱۸۹۷ء کو لارڈ سالسبری نے کانسٹیٹیوشنل کلب میں جو سپیچ کہی تھی۔ اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ سلاطین یورپ عیسائی گروہ سلطان کی حکومت میں جانے دینا جائز نہ رکھینگے۔ اس سے یورپ کی طرفداری تمام تر ثابت ہے۔ گورنمنٹ انگریزی گو بوجہ عدم شرکت دیگر سلاطین یورپ یونان کی معاون نہیں ہوئی مگر انگلینڈ والوں نے عمومًا یونان کیساتھ اظہار ہمدردی کیا ہے یہانتک کہ ہاؤس آف کامنس کے ممبران نے بہتیری تار مبارکبادی کی شاہ جارج والی یونان کو دیئے ہیں مسٹر گلیڈسٹون اور بعض انگلینڈ کے اخبارات نے جو جھک مارا ہی اُس سے ہندوستان کا کوئی مسلمان جو اخباری دنیا کی سیر کرتا ہوگا بیخبر نہیں ہی۔ یہ سب دیکھ بھالکر بھی مسلمانان ہند کی یہ کاہلی اور بزدلی کہ اپنے برادران دینی کے مجروحین اور مجبورین کیواسطے چندہ تک نہ کریں اور بڑے تعجب کی بات ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

راقم جو کبھی قوم و ملک کا خدمتگذار تھا

شکوہ یونان

یونان با انگلینڈ

نوائے سپہر انگلینڈا زمن و قاتل چہ میپرسی   دل صد پارہ دارم دیگر از حاصل چہ میپرسی
لب ہائے جراحت شنو از بسمل چہ میپرسی   تو اسرار دل آگاہ از غافل چہ میپرسی
رموز قعر دریا از لب   ساحل چہ میپرسی
رقیب ترک با من ہر چہ کرد آخر نمیدانی   نہ یاد این رخ روشن چہا کرد آتش افشانی
چو زلفت خانہ بر دوشم کنوں باشد پریشانی   دلم آفت بجاں آمد و فانہ جاں چہ میرانی
بجاں افتاد و کارم بجائے دل چہ میپرسی

انگلینڈ با یونان

ہزیمت خوردی اے ناداں چرا در اول منزل   ز رمز عاشقی واقف نئی اے بوالہوس جاہل
نمیدانی کہ عشق نازنیناں ہست مشکل   نہ خوردی زخم شوق انتظار جلوہ قاتل
ز انداز نجوں غلطیدن بسمل چہ میپرسی

جرمن با یونان

نہ بایستی ترا اے خام طمع طالع وارون   کہ با آں شیر دل اُفتی بہ پیکار و گشتی دل خوں
نہ بودی در طلب صادق چرا رفتی ز حد بیروں   نمیدانی ترا در محمل دل کیست ای مجنوں
سراغ لیلی از ہر ناقہ و محمل چہ میپرسی

صبا لے مسیح چندیا کساں بر تو دمید افسوں
کہ آخر عاشقی بیم وہراس جان چراغ چوں
نظر بر خود نہ کردی حیف انصافی نہ سر از دل
بہ او چوں پیری گز خود نہ رفتی یک قدم بیروں
نہ دادی تن بہ خاک راہ از منزل چہ میپرسی

یونان با جرمن

چہ گویم ناصح مشفق ز ترک آں چشم پوشی ہا
مرا انگیخت شوق بزم یار وہ بادہ نوشی ہا
ز یاراں داشتم امید مہر و گرمجوشی ہا
مرا تا بود جاں بود آرزوے جاں فروشی ہا
گزشتم از سر جاں آرزوئے دل چہ میپرسی
چہ ساں رو آورم با دمرا زیں تاب و تب بخشد
خدا را عذر خواہم شو گزیں رنج و تعب بخشد
ندارم ہیچ اسبابے مگر او بے سبب بخشد
کریم آنست کز ذوق کرم پیش از طلب بخشد
وفا را کار فرما مطلب سائل چہ مے پرسی

جرمن با یونان

ترا گے مے سزد اے بوالہوس خوں در جگر خوردن
بروزیں کارزار و مکن زیں پس بسر بردن
تو شائستہ نئی با جنگ جویاں گام افسردن
حساب لذت دز خاک و خوں غلطیدن و مردن
یکے از نیم بسمل پرس از قاتل چہ میپرسی

نامہ نگار

عجب نظارہ کردم از ہزیمت خلقت یوناں
کہ مے رفتند بے ہوش و حواس افتاں و ہم خیزاں
بپرس از مبتلا شوق نبرد حالت ترکاں
چہ میپرسی گرامی معنی و رواز تہی مغزاں
حدیث شورش گرداب از ساحل چہ میپرسی

نماز شکرانہ

نماز شکرانہ۔ فتح حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی خوشی میں نماز شکرانہ ادا کرنیکی غرض سے ۲۸ مئی ۱۸۹۷ء کو ایک عام مجمع مسلمانان کانپور کا جامع مسجد کانپور میں منعقد ہوا۔ باوجودیکہ اشتہار نہایت تنگ وقت میں دیا گیا تھا۔ حتی کہ تمام شہر میں کافی اشاعت کا موقعہ نہیں ملا تھا۔ لیکن تمام مسجد جامع اور مکانات مدرسہ مسلمانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ مسجد کی سیڑھیوں اور گلی تک میں مجمع تھا۔ بعد نماز جمعہ منشی محمد عبد اللہ صاحب ٹھیکہ دار نہر گنگ اٹاوہ نے ایک مختصر نظم پڑھکر سنائی اس نظم میں ترکوں کی بہادری اور یونان کی نامردی کا ذکر تھا۔ ترکوں کی فتحیابی پر اظہار مسرت اور اس امر کی تحریک تھی کہ تمام مسلمانوں کو اس خوشی میں خداوند تعالے کا شکریہ ادا کرنا چاہئے نظم سلیس اور پرجوش الفاظ میں لکھی گئی تھی۔ پڑھنے کا انداز نہایت دل پسند اور قابل تعریف تھا۔ چاروں طرف سے مرحبا اور جزاک اللہ کی صدا بلند تھی۔ ہر شخص خوشی اور جوش میں بھرا ہوا تھا۔ جلسہ پر ایک محویت کا عالم طاری تہا۔ بعد ختم نظم منشی صاحب موصوف کے جناب مولینا مولوی محمد واصل صاحب متوطن کرٹانے تقریر کی۔ آپ کی تقریر تاریخی واقعات اور معلومات سے مملو تھی۔ آپنے اپنی تقریر میں سلطان المعظم کا خلیفہ ہونا ثابت کیا۔ اور بیان کیا کہ حضرت سلطان المعظم کی بقائے سلطنت پر اسلام کی بقا ہے۔ آپ کے بعد جناب مولوی محمد بشیر الدین صاحب سابق اڈیٹر نجم الاخبار نے ایک پر اثر تقریر میں مظلوم و بیکس مسلمانان کریٹ کا جن پر باغی عیسایان کریٹ نے طرح طرح کے ظلم کئے ہیں ذکر کیا۔ اور مقرر نے عمدہ دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کی کہ کریٹ کے مسلمانوں کی مدد کرنا کسی طرح گورنمنٹ کے خلاف نہیں۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ملکی طور پر گورنمنٹ ٹرکی کے ساتھ اتحاد قائم رکھنا ضروری اور مفید ہے تقریر مولوی صاحب کی نہایت پرجوش تھی۔ حاضرین مظلومان کریٹ کے حالات سن کر زار زار رو رہے تھے۔ مقرر نے اپنی تقریر سے تمام مسلمانوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تہا۔ بعد ختم تقریر کے اگرچہ عام مسلمانوں کی خواہش تھی کہ چندہ لیا جائے۔ لیکن کارکنان "انجمن ہمدرد مظلومان کریٹ" نے چندہ کا کام آیندہ کے واسطے ملتوی کر دیا پھر بھی بعض حضرات نے چندہ لکھوا ہی دیا جسکی تعداد تقریباً پانچسو روپیہ ہو گی۔ بعد ازاں نماز شکرانہ پڑھی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

نظم جو جناب منشی محمد عبد اللہ صاحب ٹھیکہ دار نہر گنگ اٹاوہ نے بتاریخ ۲۸ مئی ۱۸۹۷ء کو جامع مسجد کانپور میں پڑھکر سنائی تھی

چل اے رہوار خامہ فتح کر میداں فصاحت کا
دکھا پبلک کو جوہر نظم کے حسن و بلاغت کا
مبارک دن یہ کیا جمعہ ہے خیر و برکت کا
کھلا ہے بابعالی وقت ہی ہاں خاص رحمت کا
نزول انوار کا ہے دیکھئے اس جمعہ مسجد میں
خدا کے گھر میں نقشہ دیکھئے فردوس جنت کا
مسلمانوں کا مل کر سجدۂ داور ادا کرنا
یہ معمولی نہیں ہے بلکہ گنجینہ ہے حکمت کا
ہماری حاجتیں دل کی مرادیں کام کی تدبیر
اسی پر منحصر ہے فیصلہ ان سب کی قسمت کا
کوئی تحریک یا تحریص جو با وجہ احسن ہو
تو اُس کا پیش کرنا آج ہے باعث مسرت کا
میری اک عرض سنئے دل سے غور سے سنئے
ذرا ممنون احساں کیجئے حسن سماعت کا
گریک اور روم کی جنگ و جدل سبنے سنی ہوگی
عیاں ہے حال سب پر صاف یونانی شرارت کا
خدا کی شان ہے سلطان سے یونان کا جھگڑا
یہ باعث ہے فقط عیسائیوں کے بغض نخوت کا
مگر اللہ ہے جس کا معاون اُس کو کیا ڈر ہے
مزا چکھتے ہیں حاسد اپنی بیہودہ حماقت کا
خدا نے فتح دی اسلام کو سلطان المعظم کو
مخالف کو ملا آخر صلہ اُس کی خباثت کا
جہاں میں جم گیا اسلام اور سلطان کا سکہ
مچا دنیا میں شہرہ ترکیوں کی اس شجاعت کا
جزاک اللہ اے ترکی جوانو آفریں تم پر
دکھایا تم نے جوہر خوب اسلامی حمایت کا
لڑے ایسے کہ چھکے چھٹ گئے سارے سلاطیں کو
جہاں قائل ہوا اس فتح اور مردانہ ہمت کا
بھگایا اس طرح روباہ خصلت حیلہ بازوں کو
نشاں معدوم گویا کر دیا فوج اور رابت کا
پہاڑوں میں چھپے دریا میں ڈوبے دب گئے کچلے
ہوا کچھ رعب غالب ایسا اسلامی شجاعت کا
تمہارے نعرۂ اللہ اکبر کی صداؤں سے
لرزتا ہے در و دیوار یونانی عمارت کا
پلونا کے قلعہ کا شیر گر عثمان غازی ہے
تو ادہم بے گماں ضیغم ہے الونہ کی نصرت کا
جری ایسے بہادر ایسے اور قلعہ شکن ایسے
اور اس پر حال یہ ہے رحم اور لطف و عنایت کا
مقید فوج کو کھانے کھلائے اور دیا پانی
کیا شفقت سے اطمیناں مفتوحہ رعیت کا
مبارک ہو یہ نصرت شاہ سلطان المعظم کو
جمے سکا جہاں میں آپکے اقبال و دولت کا
مگر واللہ یہ جو کچھ ملا انعام خالق ہے
لہذا ہم پہ واجب ہو گیا ہے شکر نعمت کا
پڑھو دو رکعتیں شکرانۂ احسان باری کی
دعا مانگو رہے اسلام مورد اُس کی رحمت کا
مدینہ میں اگر بخت رسا مشتاق کو لے جا
مجاور بنکے بیٹھے ساقی کوثر کی تربت کا

راقمہ نیاز مند۔ محمد رفیق جوہری مچھلی بازار کانپور

لکھنؤ کی ڈائمنڈ جوبلی

لکھنؤ کی ڈائمنڈ جوبلی۔ ڈیر سر اڈیٹر۔ کل انجمن حجۃ الاسلام لکھنؤ کی جانب سے [illegible] کی شصت سالہ جوبلی کی خوشی منائی گئی۔ یہ جلسہ ۲۳ مئی کو ۵ بجے شام کے شروع ہوا اور ۲۵ مئی کو دن کو ۱۲ بجے تک قائم رہا۔ چونکہ انجمن حجۃ الاسلام کو منجانب اللہ کچھ ایسی مقبولیت حاصل ہے کہ وہ کسی جلسہ کا اشتہار دے اور کسی مشورت کے لئے لوگوں کو طلب کرے شہر کے تمام ہندو مسلمان اُسکے ایک اشارے کے منتظر رہتے ہیں اودھر اُس کی آواز سنی کہ فوراً لوگ اپنے اپنے کاروبار چھوڑ کر دوڑ پڑے۔ ۱۵۔ اپریل ۱۸۹۷ء کے عام جلسے میں یہ ریزولیوشن پاس ہو چکا تھا۔ کہ چونکہ ۲۰۔ جون ۱۸۹۷ء مشتہرہ گورنمنٹ گزٹ آف انڈیا ۲۰ یا ۲۱ محرم کے مطابق ہے۔ اور چونکہ مسلمان اُن ایام میں بوجہ اپنے اُس روحانی غم والم کے جو محرم میں مذہبی طور پر اُن کو لاحق ہوتا ہے شرکت سے معذور رہیں گے۔ لہذا یہ مناسب بلکہ انسب ہے کہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کو ڈائمنڈ جوبلی کی خوشی منائی جاوے۔ جو ملکہ معظمہ کا یوم تولد ہے۔ اور نیز مسلمانوں کی عید کا مبارک مہینہ ہے یہ ریزولیوشن تمام ہندو مسلمانوں کی پرجوش رائے سے منظور ہوا اور اسی کے مطابق کارروائی کی گئی ❊

اب یہاں کی سنئے کہ ادھر جلسے کا اشتہار ہوا اور اُدھر حکام کے دلوں میں توہمات کی گھڑدوڑ شروع

ہوگئی۔ کوئی دقیقہ نہ تھا جو حکام نے جلسہ توڑنے کیلئے باقی رکھا ہو ✣

چنانچہ پولیس کے ذریعہ سے ڈھنڈورے کو منع کرایا گیا کہ وہ انجمن کی جانب سے جشن جوبلی کا اعلان نہ کرے دوم عین دن کے دن پولیس نے لوگوں کو دھمکانا اور ورغلانا شروع کیا کہ جو شخص شاہ مینا صاحب کے میدان میں جاکر نزول کی زمین پر قدم رکھیگا۔ وہ موافق دفعہ ۱۸۸ تعزیرات ہند کے ہزار روپیہ جرمانہ یا ۶ ماہ قید کا سزایاب ہوگا پولیس کے سپاہی کچھ فارم بھی اپنے ساتھ لئے پھرتے تھے جسپر لوگوں سے دستخط کراتے تھے کہ شاہ مینا صاحب رح کے جلسے میں نہ جائینگے۔ یہ دستخط اکثر ناواقف اور جہلاء سے کرائے جاتے تھے ✣

گومتی کے لوہے والے پل اور پکے پل اور حضرت گنج والے پل پر پہرے قائم کردیئے گئے تھے۔ کہ پار کے لوگوں کو آنے سے روکا جائے۔ باثر اور نام آوردہ لوگوں کو اہالیان پولیس نے چپکے چپکے جاکر ڈرایا کہ شریک جلسہ نہوں وغیرہ وغیرہ مگر واہ رے حجۃ الاسلام تیرا برگزیدہ اثر۔ خدا معلوم تیرے پاس کون سی کرامت ہے۔ اور تیرے جانستاں کرشموں نے مخلوق کے دلوں کو کن کن اداؤں سے مسخر کیا ہے۔ کہ بڑے بڑے ذی اختیار حکام کی ناجائز اور انصاف کش کارروائیاں ایک طرف اور تیرا ایک پرچہ کاغذ ایک طرف۔ تیرے رخ انور کی طرف ہزار بے ایمانیوں کی خاک پھینکی جائے۔ مگر وہ جب پڑیگی تو پھینکنے والے ہی کی صورت پر اور تیرے چاند سے چہرے کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچیگا او مقبول خدا اور دشمنوں کے کلیجوں میں ناسور ڈالنے والی حجۃ الاسلام تو ناز کر کہ خدا نے تجھ کو برگزیدہ کیا ہے ربّ الافواج تجھ کو برومند کریگا۔ معاندین تیرے قدموں کے نیچے ڈالے گئے ہیں۔ تو انجیل مقدس والا بھاری پتھر ہے تو جسپر گرے گی اُس کو کچل ڈالے گی۔ اور جو تجھپر گریگا وہ خود کچل جائیگا ✣

ناظرین غور فرماویں کہ مذکورہ بالا کارروائیاں جلسہ توڑ دینے کیلئے کچھ کم نہ تہیں۔ مگر بفضلہ تعالےٰ انجمن کے بابرکت جلسے پر کسی قسم کا کوئی خراب اثر نہ پڑا۔ انصاف دشمن پٹیا ہی کٹے اور آنیوالوں سے مغرب کیوقت تک حضرت شاہ مینا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تمام میدان پُر ہوگیا ✣

جلسے کی ترتیب اس طرح پر تھی کہ مقدس ہندو مسلمان درویش۔ صدر مقام پر بٹھائے گئے تھے اور انکے مذاق کے موافق انکے سامنے مجلس آراستہ کی گئی ✣

شہر کے اہل کمال اور صاحبان فن کیواسطے جدا جدا شامیانے نصب کرائے گئے تھے ✣

جنٹل مینوں کی تفریح کا سامان علیحدہ طرز پر تھا ✣

دکانوں کی آرائش اور بازار کی ترکیب نہایت دلفریب تھی۔

نماز مغرب پڑھکر جناب مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب نے افتتاحی تقریر فرمائی جسمیں حاضرین کا خیر مقدم کیا اور حکام کی اُن ناواجب کوششوں کی اچھی طرح قلعی کھولی جو اُنہوں نے جلسہ توڑنے میں صرف کی تہیں مولانا صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے:۔

زلافِ حمد و نعت اولیٰ ست برخاکِ ادب خفتن
سجودے میتواں کردن درودے میتواں گفتن

حمد و نعت کے بعد میں فقرائے تارک الدنیا اور اہل دل ہندو مسلمان حضرات کا کمال نیازمندی کیساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس دنیاوی جلسے کو اپنی مبارک ذات اور برگزیدہ شرکت سے رونق بخش کر ہم خاکسار ممبران حجۃ الاسلام کو مشکور و ممنون فرمایا ✣

اور اُن تمام معزز ہندو مسلمان بہادروں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ جنہوں نے ایسے نازک وقت میں جشن شصت سالہ جوبلی کی شرکت فرمائی جسوقت لوکل حکام طرح طرح کے لطائف الحیل سے ہمارے جلسے کو توڑنے اور جشن جوبلی کی رونق گھٹانے میں کمال درجہ کی سعی کر رہے ہیں ✣

حضرات آپ کو معلوم ہے کہ آج کون دن ہے؟ نہ معلوم ہو تو مجھ سے سنئے آج وہ مبارک دن ہے جسمیں تمہاری مادر مہربان قیصرہ ہند نے کمال بلند اقبالی کیساتھ جنم لیا ہے ✣

یہ وہی مبارک دن ہے کہ جس کی بدولت آج آلو اور مچھلی کھانیوالی وحشی قوم تمام دنیا سے زیادہ مالدار اور نگہبان خویش جہان بہر سے اول نمبر کی مہذب بنی بیٹھی ہے ✣

یہ وہی مبارک دن ہے۔ جسنے بنیوں کو بادشاہ اور بھیڑیوں کو عالم پناہ بننے کا موقعہ دیا ہے۔ گویا ہونیکی حیثیت سے ہم سب اہل ہند آجکے دن جشن کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ مگر خصوصاً اُس قوم سے زیادہ آج سچی خوشی کا کون مستحق ہوسکتا ہے جو اسی مبارک دن کی بدولت حضیض ادبار سے آسمان ترقی و اقبال پر جا پہنچی جو آئی تھی کلکتے میں ایک سیر آٹا کی دکان کھولنے اور بن بیٹھی اتنے بڑے عظیم الشان ملک کی حاکم۔ یہ مبارک دن اس لائق تہا کہ ہمارے ناخدا ترس ریاست جو ہماری بدولت چین کر رہی ہے اس مبارک جشن میں بے لاگ شریک ہوتی۔ اور شکریہ ادا کرکے ملکہ معظمہ کی رعایا کا دل بڑھاتے۔ مگر ان کمینہ طینتوں نے تو ہمکو غلام سمجھ رکھا ہے یہ بدمغز خود سر آج ملکہ بنی بیٹھیں تو کس طرح۔ اُن کی یورپی تہذیب میں دھبا لگتا ہے۔ انکے سفید بے نمک چہرے پر سیاہی چڑہ جانیکا خوف ہے۔ وہ ہم غلاموں میں ملکر بیٹھیں گی۔ تو اُن کی انسانیت کی چول کھسک جائیگی۔ وہ خدا کے فرزند مسیح کا خون پینے والے روح القدس کے رشتہ دار ہماری جلسوں میں آنا تو کجا ہمارے جلسوں کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ وہ ہم سے سوائے شمشیری رشتہ کے کسی قسم کا اخلاقی رشتہ قائم رکھنا بالکل جائز نہیں رکھتے مگر وہ فراعنہ زماں اتنا نہیں سمجھتے کہ حاکم و محکوم میں تلوار کا رشتہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا ہے ظالم کی عمر کوتاہ ہوتی ہے خداوند ذوالجلال اپنی مخلوق کے بدخواہ کو زیادہ مہلت نہیں دیتا۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اُس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بدقسمت اور قابل لعنت گورنمنٹ نہیں ہوسکتی جو اپنی رعایا کو دشمن رکھے۔ اور ہر وقت قہر کی نظروں سے اُن بیگناہوں کو گھورتی رہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ احسان اور محبت ہی ایک ایسی تسخیر ہے۔ جو دل و جان کے فتح کرنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ کیا آپ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہمارے ہندو دوست صبح کو جب دوکان کھولنے لگتے ہیں تو "یا آصف الدولہ بہادر" کہکے کھولتے ہیں۔ اور اسیطرح جے پور کے دروازے "یا شاہجہان بہادر" کی نعرے سے وا ہوتے ہیں۔ باوجودیکہ صدہا سال گذرے کہ آصف الدولہ اور شاہجہان مرحوم دنیا سے گذر گئے مگر اُن بزرگوں کی محبت ابھی تک دلوں میں جاگزیں ہے ✣

ہاں ایک اور سبب بھی میری سمجھ میں آیا جو اس واقعہ کی جان ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے اوروں کی طرح مہمل اور بیمعنی جوبلی نہیں منائی۔ بلکہ کچھ کام بھی کیا جو قوم کی بدنصیبی سے مٹ نہ گیا تو انشاءاللہ اس سے ہندوستان کی بگڑی پھر بننے کی امید ہے۔ وہ کام یہ ہے کہ کل ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء کو جوبلی کی یادگار میں ہم ایک کانفرس قائم کرینگے۔ جو ہندو مسلمانوں میں صلح قائم کرائے اور باہمی جھگڑوں کو مٹایا کریگی اور اُن اسباب کے نیست و نابود کرنے کی فکر کرے گی۔ جن سے جھگڑے پیدا ہوکر جانسوز شعلہ بنجایا کرتے ہیں۔ چونکہ بابا لوگوں کا ڈیڑھ سو برس کا کیا دہرا اس کارروائی سے مٹایا جاتا ہے۔ اسلئے مقام انصاف یہی ہے کہ وہ کن آنکھوں سے ہماری جوبلی دیکھ سکیں مگر الحمدللہ کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوچکے۔ اور ہمارا مطلب بر آیا۔ ہمارے جلسے کی کامیابی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ بڑے بڑے حکام حد درجہ تک مخالفت کرکے ہمارے جلسے کو توڑنا چاہیں۔ اور خداوند ناکام کرے۔ اور جلسہ کی رونق ان کی مخالفت سے اور دس گنا ترقی کر جائے۔ اب فرمایئے کہ اور کامیابی کسکو کہتے ہیں غرض یہ تقریر دو گھنٹہ کامل ہوئی جسمیں عجیب و غریب مضامین تھے۔ پھر جناب مولانا صاحب کی تقریر کا احاطہ کون کر سکتا ہے۔ آپکی طلاقت میں ماشاءاللہ دریا کی روانی کا عالم ہے ✣

۲۴ مئی کو صبح ۶ بجے سے جلسہ پھر شروع ہوگیا اس میں پھر ہزارہا آدمی کا مجمع تہا۔ اول جناب مولوی محمد عبدالحکیم صاحب بنگالی نے اتفاق و اتحاد پر نہایت پُرمعنی اور مدلل تقریر فرمائی جسنے حاضرین پر بہت عمدہ اثر کیا۔ انکے بعد جناب مولانا مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب نے ریزولیوشن ذیل ایک عمدہ اور پرجوش تقریر کے ساتھ پیش کیا:۔ "شصت سالہ جوبلی کی یادگار میں ایک کانفرس بنام کانفرس اتفاق ہند و مسلمانان بیادگار جوبلی قائم کی جائے۔ جسکا مستقل مقام لکھنو ہو۔ اور چونکہ اس کام میں بے انتہا کوشش کی ضرورت ہے۔ اسواسطے ایک سب کمیٹی کے سپرد یہ کام کیا جاوے کہ ایسے پرجوش ممبر مہیا کرے جو بیرونجات میں کانفرس کا اثر ڈالیں، اور ہندو مسلمانوں کی باہمی مناقشات اور آئے دن کی جھگڑوں کا آپس میں محبت و اتحاد کیساتھ فیصلہ کرلینے پر لوگوں کو راغب کریں" یہ ریزولیوشن بتائیدات جناب پنڈت بہاری لعل صاحب و جناب پنڈت گیانیشر صاحب و جناب پنڈت ہرنرائن سیام بیدی صاحب و جناب پنڈت کندن لعل صاحب و جناب پنڈت دیوکرن صاحب و جناب مولوی ابوالماجد صاحب و جناب مولوی عبدالحکیم صاحب بہت پُرزور تقریروں کیساتھ پاس ہوا دوسرا ریزولیوشن جناب پنڈت گیانیشر جی مہاراج نے پیش کیا" اس کانفرس کی ایک عام کمیٹی اسی ۲۴ مئی

کو ہر سال ہوا کرے تاکہ ملکہ معظمہ کی یادگار قایم رہے۔ اور کانفرس کی سالانہ کارروائی بغرض غور و تجاویز جدید پیش ہوا کرے۔ جناب پنڈت شیوناتھہ صاحب اور جناب بابو ہرکشن صاحب و جناب مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب اور جناب پنڈت ہرنراین سیام بیدی صاحب نے عمدہ اور پر زور تقریروں میں تائید فرمائی اور باتفاق رائے پاس ہوا۔ تیسرا ریزولیوشن۔ جناب پنڈت ہرنراین صاحب کی تحریک اور جناب مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب اور جناب بابو ہرکشن صاحب اور جناب مولوی سید برکات احمد صاحب اور جناب پنڈت شیوناتھہ صاحب کی تائید سے پیش ہو کر پاس ہوا کہ ریزولیوشن نمبر ۲ کی تعمیل صرف لکھنؤ ہی میں ہو بلکہ کبھی اس شہر میں اور کبھی اور شہروں میں ہوا کریگا۔ چوتھا ریزولیوشن یہ تھا کہ ممبران کمیٹی کا دورا ہندوستان کے مختلف شہروں میں ہوا کریگا۔ جسکا نتیجہ سالانہ جلسہ میں پیش ہوا کرے گا تاکہ اتفاق کی بنیاد قایم رہے بلکہ اور بھی مستحکم ہو جاے۔ اسکے بعد ہندو مسلمان بڑے جوش و خروش کیساتھہ دل کھول کر آپس میں ملے۔ اور ملکہ معظمہ اور مولوی محمد ہدایت الرسول صاحب کے لئے خوب دل سے دعائیں کیگئیں اور اچھے جلسہ برخاست ہوا۔

راقم — از لکھنؤ

ہم اور مظلوم مسلمانان کریٹ

سلسلہ کیلئے دیکھو وکیل مطبوعہ ۱۷ مئی سنہ ۱۸۹۷ء

ہم نے سنا ہی کہ لاہور میں ٹرکش کانسل کی تشریف آوری کے موقعہ پر بھی یہ بحث پیش ہوئی تھی کہ کانسل صاحب کا استقبال کس دھوم دھام سے کیا جاوے اور آیا ایسا کرنا کچھ خلاف مصلحت تو نہیں ہوگا۔ لیکن چونکہ لاہور میں تعلیم یافتہ اور روشن خیال اصحاب موجود ہیں اسواسطے اُنہوں نے اپنے معزز مہمان کا بڑے جوش اور شوق کیساتھ استقبال کرنا تجویز کر کے بڑے اہتمام کیساتھہ مدعو کیا اور اُسکے بعد مشایعت کیواسطے امرتسر تک ہمراہ گئے۔ جیسا کہ اخبارات سے ناظرین کو معلوم ہوا ہوگا اور ہمارے خیال میں تو ان باتوں کا دماغ میں پیدا ہونا ہی ضعف دماغ کی علامت ہی لیکن افسوس کہ قوم کے اعلے دماغ لوگ بھی اس ضعف دماغ سے مستثنے نہیں رہتے۔

میری نزدیک اس چندہ میں یا چندہ جمع کرنیوالی کمیٹیوں میں شریک ہونیکے واسطے پس و پیش کرنا بعینہ ایسا ہی کہ جیسے کوئی شخص جمعہ مسجد میں یا جمعہ کو روز جانیسے اسواسطے احتراز کرے کہ وہاں بہت سے مسلمان جمع ہونگے کہیں ہمارے جمع ہونیپر ہماری نسبت کچھ اور خیال نہ کیا جاوے اور اس واسطے ہمارا جمع ہونا قرین مصلحت نہیں ہی پس جو شخص مسلمانوں کی آپس میں جمع ہونیسے اسقدر خائیف ہو اُس سے کسی قومی معاملہ میں مدد ملنی کی کیا توقع ہو سکتی ہی۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ ایسی لوگ مسلمانوں میں موجود ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکی ذریعہ سے یہ خیال آہستہ آہستہ پھیلا ہوگا کہ آیا کریٹ کی مظلوم مسلمانوں کیواسطے چندہ کرنا خلاف مصلحت تو نہیں ہی۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جنپر بحث کرنا بھی مضر ہوتا ہی جس طرح پچھلے دنوں میں جشن ڈائمنڈ جوبلی کے متعلق جلسے کرتے ہوئے یہ معاملہ بحث میں لایا گیا تھا کہ آیا ہندو مسلمانوں کے متفق جلسے ہونے چاہئیں یا علیحدہ علیحدہ۔ حالانکہ مسلمان خود ہی اس تحریک کے محرک تھے۔ اور ایسے جلسے برابر کئے جا رہے تھے کہ ناگہاں یہ فضول بات معرض بحث میں لائی گئی۔ انجام تو جو کچھ ہونا تھا وہی ہوا یعنی علیحدہ علیحدہ جلسے ہوئے اور علیحدہ علیحدہ ہی اڈریس جائینگی لیکن بعض تماشہ دیکھنے والی لوگوں نے ایک بات ضرور پیدا کر دی۔ اسیطرح اس چندہ کے متعلق یہ بحث ہی کیوں ہونی چاہئی تھی۔ کہ آیا خلاف مصلحت ملکی تو نہیں ہی مظلوم لوگوں کی امداد کا چندہ بھلا اس کو ملکی یا پولٹیکل باتوں سے کیا واسطہ۔

باقی رہا یہ معاملہ کہ آیا حضرت سلطان المعظم کا تمام جہان کی مسلمانوں سے کیا تعلق ہی۔ پس جو تعلق امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین ہونیکی حیثیت سے تمام مسلمانوں کو حضرت ممدوح سے ہی اُس سے نہ یورپ ناواقف ہے اور نہ ہندوستان اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یورپ میں اُس اسلامی سلطنت کا عزت اور دبدبہ کے ساتھہ رہنا تمام جہان کے مسلمانوں کیواسطے عزت اور فخر کا باعث ہے۔ تمام یورپ کے پولٹیکل اور علمی اور تمدنی فرقوں اور جلسوں یا سوسائٹیوں میں مسلمانوں کا نام یا مسلمانوں کی بحث اُسیوقت تک ہی۔ جبتک کہ اُن کی ایک طاقتور سلطنت یورپ کے عمدہ سی عمدہ پولٹیکل مقام پر اپنی اسلامی شان و شوکت کیساتھہ قائم اور موجود ہی ورنہ تعداد کی رو سے ہندوستان کی ہندو ایک بڑی تعداد رکھتی ہیں لیکن ایسی عظیم الشان کانفرس ہیں کہ جو کسی پولٹیکل یا کسی تحقیقات علمی کیواسطے یورپ کے کسی حصہ میں منعقد کی گئی ہو ہندوستان کا ایک فرد بھی شامل ہوتا نہیں سنا گیا۔ البتہ ٹرکش سفیر ہر ایک مجلس یا کانفرس میں شریک ہوئے بغیر یورپین کانفرس کی اغراض مکمل نہیں سمجھی جاتیں۔ پس اگر مسلمان اسلامی حیثیت سے دنیا میں زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں تو وہ اپنی بند مکانوں سے نکلکر دنیا کی موجودہ معزز قوموں کی حالات دیکھیں اور سنیں اور تب ہی ممکن ہی کہ وہ خود بھی ایک معزز قوم کی معنی سمجھ سکینگے قومی اغراض اور پولٹیکل اغراض دو جدا جدا باتیں ہیں۔ جنکو سمجھنے کیواسطے دیگر اقوام کی حالات پر غور کرنا چاہئی کہ آیا قومی اغراض کی حدود کہاں تک ہے۔ بنیوں کیطرح ذرا ذرا سی باتوں سے کانپ اُٹھنا اور ایک ادنی بات کیواسطے آہستہ آہستہ ڈرتے ڈرتے باتیں کرنا اور دل ہی دل میں ایک بزدلانہ خیال پیدا کر کے سہم جانا جو ہندوستان کی بزدل آب ہوا نے سکھا دیا ہی چھوڑنا پڑیگا۔ جو قوم اپنی قومی حیثیت اور وقار کو قایم نہیں رکھ سکتی اُسکا بحیثیت ایک قوم کی دنیا میں رہنا مشکل ہی البتہ غلامی حیثیت سے اپنی زندگی کی دن پورے کر کے آخرت کا رستہ لینا دوسری بات ہی۔ پس مسلمان ابھی تک ایک معزز قوم شمار کیجاتی ہی اور دنیا کی دوسری قومیں اُس کو ایک معزز قوم مانتی اور جانتی ہیں لیکن یہ عزت اور وقار جب ہی قائم رہ سکیگا۔ کہ جب تمام قوم اپنی قومی اغراض میں متفق ہو بلا بحث اسکے کہ وہ ہندوستان میں آباد ہی یا فرانس کی کسی حصہ میں اور اُسکی چند افراد لورپول میں بستے ہیں یا امریکہ کی شہر نیویارک میں صرف اتنا معلوم ہونی پر کہ وہ بھی مسلمان ہیں ہم ہر ایک بات اور ہر ایک معاملہ میں اُنکے شریک رنج و راحت ہو جائیں یہی وہ اصول ہی کہ جو اسلام نے سب سے اول تعلیم کیا تھا اور اسکا یہ نتیجہ ہی کہ آج دنیا کا کوئی حصہ نہیں کہ جہاں مسلمان آباد نہ ہوں لیکن ٹرکی کے مسلمانوں سے ہمارا تعلق اور جگہ کے مسلمانوں کی نسبت ایک گونہ زیادہ ہی کیونکہ وہ حضرت خلیفۃ المسلمین کی خاص رعیت شمار کئے جاتے ہیں۔ کون خلیفہ جو حرمین شریفین کا محافظ اور تمام جہان کی مسلمانوں کا پشت و پناہ مانا جاتا ہی۔ پس اُس کی رعیت خاص سے ہمدردی میں شریک ہونا اور اُس کی کسی ایسے موقعہ پر مدد کرنا جیسا کہ پچھلے دنوں میں کریٹ کی مسلمان رعیت پر پیش آچکا ہی ہمارے واسطے جہانتک سعادت دارین حاصل کرنیکا ذریعہ ہی اُسکا اندازہ کرنیکے واسطے ہر ایک اسلامی دل میں ایک قدرتی ملکہ موجود ہے۔

ناظرین نے اپنے اخبارات میں ملاحظہ کیا ہوگا کہ اس جنگ روم و یونان کی موقعہ پر جب یونانی فوج بدحواس ہو کر ٹرناوو اور تسالیا وغیرہ سے بھاگی ہی۔ اور اُنکے ساتھہ ہی باشندوں نے شہر کو خالی کرتے ہوئے اپنے گھروں کو چھوڑ کر سڑکوں کا رستہ لیا ہی تو عام گذرگاہوں میں قطع نظر فوجی لوگوں کی بیچاری غریب بیقصور رعایا کا کیا حال ہوا ہی۔ بچے روتے اور چلاتے تھی عورتیں گھر کا اسباب سروں پر دھری ہوئے لڑکھڑاتی نظر آتی تہیں بھگوڑی فوج اور رعایا سب مل جلکر ایک ہی مصیبت میں گرفتار تھی۔ کوئی تمیز نہ تھی کہ ضعیف و ناتوان ہی یا جوان اور توانا سب ایکدوسیر کی اوپر بدحواسی کی عالم میں گرتے پڑتے چلے جاتے تھی سینکڑوں آفت رسیدہ کچلکر مرگئی اور ہزاروں زخمی ہوی۔ یہانتک کہ کارسپانڈنٹ بھی اس مصیبت میں گرفتار تھی۔ غرضکہ وہ ایک ایسا خوفناک نظارہ تھا کہ جس کا خیال کرنیسی اگر فوجی لوگوں پر نہیں تو رعایا پر تو ضرور رحم اور ترس آتا ہی لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہی جنگ کے موقعہ پر ایسا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ ناظرین یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں صرف اسواسطے کہہ رہا ہوں تاکہ آپ کو توجہ دلاؤں کہ کریٹ میں بدبخت باغیوں نے جو کچھ مسلمانوں اور انکی پردہ نشین عفت مآب عورتوں اور معصوم بچوں کیساتھہ سلوک کئی ہیں اُنکا نظارہ اس سے بدرجہا خوفناک اور قابل رحم ہوگا۔ کیونکہ یہاں تو صرف یہ خیال ہی تہا کہ دشمن اور ایک مہذب دشمن جیسا کہ تمام یورپ اس جنگ کی موقعہ پر پکار اٹھا ہی ہماری تعاقب میں ہی۔ لیکن کریٹ میں خیالی تعاقب یا خوف نہیں تہا بلکہ عملی طور پر ظلم و زیادتی جس سفاکی اور بیرحمی کی ساتھ کیجا رہی تھی اُسکا اندازہ لگانا یا اُس کو بیان کرنا ہمارا کام نہیں ہی بلکہ ہر ایک مسلمان کا کام ہی کہ وہ خود ہی سوچ لی آیا ایسی موقعہ پر تعصب سے اندھی ہوئے ہوئے وحشی دشمن کیا کچھ کیا کرتے ہیں پس صاحبو ہم جو کچھ آپ سے عرض کر رہی ہیں وہ اُنہی مظلوم یتیموں اور عاجز بیواؤں کیواسطے چندہ جمع کرنیکی لئے عرض کر رہی ہیں کہ جو چند یتیم بچے اور بیوہ عورتیں اُس طوفان ظلم و ستم سے بچکر اب بیکسی اور بیبسی کی حالت میں حیران اور سرگردان اپنی بدبخت زندگی کی دن پورے کرنیکے واسطے باقی رہی ہیں انکی ساتھہ اسلامی تعلیم کی مطابق ہمدردی کیجاوے اور وہ اُنہی ترکوں اور مسلمانوں کی اولاد ہیں کہ جنکی صرف بہادری اور شجاعت نہیں بلکہ شرافت اور انسانیت کی بیشمار مثالیں اور نظیریں آپ غیر قوم کے لوگوں کی زبانی سے سُن رہی ہیں کہ جنہوں نے جنگ جیسی سخت بیرحم موقعہ پر اپنی آنکھوں سے ترکوں کی شریفانہ اسلامی برتاؤ دیکھی ہیں کہ کونسی قوم ہی جو دشمن کی مفتوح شہر یا قصبہ میں فتحمندانہ داخل ہو کر اپنی فتحیاب اور دل بڑہی ہوئی فوج کو لوٹ سے روک دیکر مایوس کر دینا گوارا کریگی۔ وہ ترک ہیں۔ جنہوں نے مفتوح مقامات میں سب سے اول جو احکام جاری کیے وہ لوٹ و غارت کی سخت ممانعت تھی۔ اور کسکا کام ہی کہ ایک سپاہی کو دشمن کی صرف ایک قمیص خلاف حکم اٹھالینی پر اسیوقت سزا دیے بغیر نہ چھوڑا۔ وہ ترکوں اور بہادر ترکوں اور شریف ترکوں کا۔ باقی آیندہ

راقم خاکسار۔ صادق بلند شہری

سرسہ ضلع حصار

آج ۴ جون ۱۸۹۷ء کو جامع مسجد سرسہ میں جناب مولوی محمد سلیمان صاحب نے دوران خطبہ میں امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت سلطان المعظم کے حالات بیان فرماکر لوگوں کو بتایا کہ حضرت ممدوح کا مسلمانوں کیساتھ بحیثیت خلیفہ وقت ہونے کے نیز خادم حرمین شریفین ہونیکی کیا تعلق ہی اور مسلمانوں کو جناب ممدوح کی خوشی میں شریک ہونا کیسا ضروری اور قدرتی امر ہے۔ کیونکہ جو خدا اور خدا کے رسول کا حکم مانتے وہ خدا کا دوست اور حبیب ہے۔ پس حضرت سلطان المعظم بحیثیت حرمین شریفین کی محافظ اور دین اسلام کی مددگار و معاون و پشت پناہ ہونیکی خدا کی فرمانبردار بندی اور مسلمانوں کی سچے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں۔ اسلئی حال میں جو یونان کی نمایاں فتح محض خدا تعالی کی مدد اور استعانت سی حضرت ممدوح کو حاصل ہوئی ہی اُس کی بابت خدا تعالی کا شکر ادا کرنا ہر مسلمان کیواسطی ضروری ہی اور اسیواسطے ہندوستان کے اکثر بڑی بڑی شہروں میں اس فتح پر خوشی اور شکر کا اظہار کیا گیا ہی۔ پس آج بعد نماز جمعہ یہاں بھی دو رکعت نفل شکرانہ ادا کرنیکے بعد دعا مانگی جاوے کہ خدا تعالی سلطنت روم اور اُس کے شہنشاہ یعنی حضرت سلطان المعظم **عبد الحمید خاں** غازی کو ہمیشہ اسی طرح کامیابی اور ترقی کیساتھ تمام جہان کی مسلمانوں کے سر پر قایم اور برقرار رکھی۔ آمین +

چنانچہ بعد نماز جمعہ کے دو رکعت نفل با جماعت ادا کئے گئے اور آخر میں بڑے شوق اور جوش کیساتھ دعا مانگی گئی۔ اسکے بعد مبارکباد کا تار بھیجنے کے واسطے تجویز کی گئی کہ چندہ جمع کرکے حضرت خلیفۃ المسلمین کی خدمت بابرکت میں فتح کی مبارکباد کا تار روانہ کیا جاوے۔ جیسا کہ ہندوستان کی اکثر شہروں میں کیا گیا ہی۔ کریٹ کے مظلوم مسلمانوں کیواسطے چندہ کی فہرست جو پچھلے دنوں کھولی گئی تھی اُسکے متعلق رقم وصول کی جا رہی ہے جس کا وصول شدہ حصہ انشاء اللہ عنقریب بھیجا جاویگا +

راقم **ایک مسلمان**

مدراس۔ جشن فتح و نصرت سلطان المعظم

۳۱ مئی ۱۸۹۷ء دوشنبہ کا مبارک دن مسلمانان مدراس کیلئے عید سے کم نہ تھا۔ یہ تو معلوم ہی تھا کہ ۲۰ مئی کو یہاں کی نوجوان تعلیم یافتہ ہندؤوں کی جماعت نے بذریعہ ٹیلیگرام خلیفۃ المسلمین کی خدمت میں فتح کی مبارکباد کا تار بھیجا ہے۔ جب غیر قوم کی افراد کا یہ جوش ہو تو بڑے ہی تعجب اور افسوس کا مقام تھا اگر مسلمانان مدراس کانوں میں تیل ڈالے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے۔ اور اظہار مسرت کیلئے کوئی عملی کارروائی نہ کرتے۔ نہیں۔ یہاں کی مسلمانوں کا دینی جوش مشہور ہے۔ پنجشنبہ کی دن بعض سرآوردہ لوگوں کی ایک جماعت نے مسجد والاجاہی میں فراہم ہوکر چند تجاویز منظور کیں اور جلی قلم اشتہاروں کی ذریعہ سے عام اعلان ہوگیا کہ پیر کا دن مسلمانوں کیلئے روز جشن ہے۔ اُس دن **امیر المومنین سیدنا و مولانا سلطان عبد الحمید خاں خلد اللہ ملکہ** کی فتح و نصرت کی سارے مسلمانوں کو عید کیطرح خوشی منانا چاہئے +

لیڈران قوم کا اتنا اشارہ پاتے ہی ادنی و اعلیٰ عالم جاہل مفلس دولتمند غرض ہر ایک مسلمان اپنی حسب حیثیت اظہار مسرت کا کچھ نہ کچھ سامان مہیا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پیر کے دن علی الصباح احاطہ مسجد والاجاہی میں ہزاروں غربا و مساکین کو نفیس کھانا کھلایا گیا۔ ہر چہار طرف مسلمانوں کی محلوں میں روشنی کا پورا پورا اہتمام ہوا تھا۔ جابجا سڑکوں پر روشنی کی کمانیں نصب کی گئیں۔ اور محفل میلاد اور قصائد خوانی وغیرہ وغیرہ کیلئے مناسب موقعوں پر منڈھے ڈالے گئے۔ وعظ و قصائد کی دھوم۔ سامعین کا ہجوم۔ روشنی کا ٹھاٹھہ چراغان کی بہار مسرت و شادمانی کے سبب مسلمانوں کی چہرے گل خنداں کی طرح شگفتہ ہو رہے تھے۔ ٹرکش قونصل حاجی محمد عبد العزیز بادشاہ صاحب بہادر کی عالی شان سہ منزلہ حویلی دلہن کی طرح آراستہ کی گئی تھی۔ حویلی کی سجاوٹ۔ روشنی کی نفاست عمدہ ولایتی لمپوں کی جگمگاہٹ کے علاوہ بالائے عمارت عثمانی ہلالی نشان کو لہراتے دیکھکر مسلمانوں کی دل وفور مسرت سے باغ باغ ہوئے جاتے تھے۔ حویلی کی در و دالا منظر چیئرز کی صداؤں خوشی کے نعروں۔ مسرت کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ ٹرپلی کین چوک کی کم حیثیت مگر پُرجوش مسلمانوں نے اپنے طور پر الگ جشن منانے کیلئے ایک چندے کی فہرست کھولی۔ اور آناً فاناً دو ڈھائی سو روپیہ جمع کرکے دیکھتے ہی دیکھتے روشنی کی کمانوں اور پھریروں وغیرہ کی قطار لگادی۔ اور چوک کے اندرونی احاطہ کو روشنی اور دیگر آرائشی سامان سے حجلۂ عروسی بنا دیا۔ مولود شریف ختم ہونے کے بعد غربا کو چاول اور کچھ نقدی۔ اور دوسرے حاظرین کو شیرینی تقسیم ہوئی۔ پلٹن۔ میتھال ہنچھ۔ جامبازار وغیرہ کی روشنی اور جلسے وغیرہ بھی قابل تعریف تھے **خدائے کریم** مدراس کی مسلمانوں کو اس سے زیادہ دینی جوش عطا فرماوے۔ اور مظلومان کریٹ کی اعانت کیلئے محمد عبد القدوس بادشاہ صاحب کی کوششوں سی جو چندے کی فہرست کھُلی ہی۔ اُس میں دل کھولکر چندہ دینے کی توفیق دے۔ اور نیز خداوند عالم سلطنت عالیہ عثمانیہ کو ہمیشہ دشمنوں پر فتحیاب اور مظفر و منصور کرتا رہے۔ آمین +

جناب اڈیٹر صاحب! آپ عنقریب سُن لینگے کہ مسلمانان کریٹ کی امداد و اعانت کیلئے مدراس میں جو فہرست کھُلی ہی وہ دو ہی چار دن میں تقریباً دو ہزار روپیہ تک پہنچ جائیگی +

اسی جشن کی متعلق ایک دوسرا نامہ نگار لکھتا ہے کہ:—

عبد العزیز بادشاہ صاحب ترکش قونصل کو سب مسلمانوں کی طرف سے مبارکباد دی گئی اور یہ التماس کی گئی کہ ہماری طرف سے بحضور سلطان المعظم مبارکباد عرض کیجاوے۔ چنانچہ مضمون ٹیلیگرام مبارکباد فتحیابی سب مسلمانوں کی سامنے پڑھا گیا۔ قونصل صاحب موصوف نے مسلمانوں کی اس کارروائی سے نہایت مسرت ظاہر فرمائی۔ اور کہا کہ ہم آپکے خیالات بحضور امیر المومنین پیش کرینگے +

اس موقعہ پر شیعہ صاحبان نے بھی از حد خوشی منائی اور بڑے تپاک سے بسعی جناب مجتہد بنی اللہ احمد صاحب کربلائی نقشہ عباس میں جشن کیا گیا۔ اور شیرینی تقسیم کی گئی +

یونانیوں کی تو ترکوں نے ترکی تمام کرہی دی ہی اور اگر عیسائیوں کو زیادہ خواہش ہوگی تو وہ کمی بھی انشاء اللہ تھوڑے بعد انقضائے میعاد التوائے جنگ پوری ہو ہی رہیگی۔ لیکن اب عیسائی گلہری اور رنگ لانیوالی ہے +

اب نیا شگوفہ یہ شروع ہونیوالا ہے کہ موجودہ خدیو مصر کو جو سلطان المعظم کے ہر طرح فرمانبردار اور ہمدرد ہیں تخت سے اُتار دیا جائے اور کوئی اور کٹ پتلی یورپین اسٹیج پر رکھدی جاوے۔ چنانچہ پیرس کی اخبارات نے کچھ ایسے ہی راگ الاپنے کے سُر بدلے ہیں۔ شاید یہ خود غرض لوگ یہ سمجھی ہیں کہ سابق عربی بے کی طرح موجودہ خدیو کیساتھ بھی عملدرآمد کر لینا آسان بات ہی لیکن وہ بات اور تھی اور اب معاملہ دگرگوں ہی۔ عربی نے خود سلطان سے سرتابی کے آثار نمایاں کئے تھے اسلئے جب انگریزوں نے اُنکی گوشمالی کی تو سلطان خاموشی سے اس کام کو دیکھتے رہے۔ علاوہ ازیں اُس زمانہ میں انگریزوں کی جانب سے کوئی بدگمانی بھی نہ تھی بلکہ اُنکی فعل اور مداخلت کو نیک نیتی پر مبنی خیال کیا گیا تھا۔ مگر اب صورت دوسری ہی کہ خدیو سلطان کی خیرخواہ ہیں اور سلطان انگریزوں کی دوستی کا پورا ذائقہ چکھ چکے ہیں۔ اب اگر کوئی سلطنت خدیو سے بدل لائیگی تو سلطان خاموش نہ رہیں گے بلکہ گمان سے زیادہ مرمت کرنے پر آمادگی ظاہر کریں گے +

علاوہ ازیں روس جو ہمیشہ برٹش اقتدار کو مصر میں کم ہونا چاہتا ہی ہر وقت سلطان کا مددگار رہیگا وہ بھی اس موقعہ کو غنیمت شمار کریگا۔ دوسری قوت جو انگریزوں کی طرح مصر سی نفع لیا چاہتی ہی فرانس ہے اور شاید وہ دونوں کا نقصان دیکھ کر کچھ ہاتھ پیر ہلائے۔ لیکن ان دونوں کا جانی دشمن جرمنی سلطان سے متفق ہی۔ وہ خود فرانس کی سرحد پر مشغولیت بہم پہنچاوے گا +

پھر ٹرنسوال کا معاملہ جو حال میں ہی چھڑ جانیکا پورا احتمال ہی برٹش گورنمنٹ کو مصر میں اُلجھنے کی مہلت نہ دیگا اور اگر مصر میں چسپیدگی بہم پہنچ گئی تو ٹرنسوال میں کروگر اور بھی زبردست ہوجائیگا +

انگریزوں کو ہمہ سوڈان میں مشغول پاکر ممکن ہی کہ روس ہماری شمال مغربی سرحد سی سر نکالے۔ اور ہمارے دوست امیر کابل جنکو خاص طور پر بدگمانیاں پیدا کرکے ناراض کیا جارہا ہی خیال ہو سکتا ہے کہ اسلامی حمیت کے کام فرماکر وہ کام نہ دیں جس غرض کے لئے اُن کو سمجھ رکھا ہی +

امیر ضرور ہمارے دوست ہیں۔ وہ بہت ہی بڑی موجودہ صدی کی مدبر فرمانروا ہیں لیکن اُسکی ساتھہ ہی وہ ایک

پکے مسلمان بھی ہیں ۔ جب تک عیسائی عیسائیوں کا معاملہ رہیگا وہ ضرور ہماری سرکار کا ساتھہ دینگے لیکن ہمیں یقین نہیں آتا کہ وہ شخص جو اسلام کا حامی اور ضیاء الملت والدین کہلائے اسلام کی بنیاد کھودنے یعنی سلطان کو زیر کرنے میں بھی انگریزوں کا مددگار رہے ۔ سلطان کی حمایت ہر مسلمان زن و مرد پر اس لئے فرض ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی خلیفہ ہیں اور اُن کی آبرو کے بقا کیساتھہ تمام اسلامی سلطنتوں ہی کی نہیں بلکہ ہر مسلمان کی آبرو اور مذہب کے قیام کا انحصار ہے ۔ پس مصر سے بگاڑ کرتے ہی برٹش گورنمنٹ کو تمام وہ مشکلات پیش آجائینگی جو ابھی یونان کی مدد کرنے کی حالت میں پیش آنیکے لئے تیار نہیں ۔ اور برٹش گورنمنٹ کی دور اندیشانہ پالیسی نے اپنا ظاہر اثر اُس میں نہ کیا اونکو ایک غیر محدود مستقبل پڑھا دیا جس طرح یونانیوں کو لڑا کر قتل کرانے کیلئے اب لارڈ سالسبری پارلیمنٹ کے ممبروں کو پشیمان کر رہے ہیں ۔ اس ہی طرح مصر سے جھگڑا کر انکی حالت میں خود انگریزوں کا خون کرا کر تمام انگلستان کو شرمندہ ہونا پڑیگا ۔

سلطان کی ساتھہ آج تمام روئے زمین کے مسلمانوں کی ہمدردی ہے اور سب اس ہی طرح ہوشیار ہیں جس طرح کہ سلطانی فوج کی تیاری دیکھہ کر تمام یورپ حیران رہگیا ہے سلطان کو تو شاید اب کوئی عیسائی "مرد علیل" کہنے کی جرأت نہ کریگا کیونکہ اب اُسکی طاقت سے تو سب اچھی طرح خبردار ہو چکے ہیں لیکن اب ایران کی باری ہے کہ اپنی مشہور ستی کا بھی ایسا ہی ثبوت دیگا ۔ شاہ ایران مرحوم بہت ہی دانا بادشاہ تھے اور اُنکے بعد موجودہ شاہ نے حیرت انگیز عقلمندی کا اظہار کیا ہے پس ممکن نہیں ہے کہ اُنہوں نے یورپی ترقی حاصل کرنیمیں غفلت کی ہو ۔ غرض یہ ہے کہ ایشیا کے وسط سے لیکر افریقہ کے شمالی حاشیہ تک جو اسلامی سلطنتیں پھیلی ہوئی ہیں وہ اب بھی اگر متفق ہو جائیں تو روئے زمین کے عیسائیوں کو کافی ہیں ۔ اور چونکہ عیسائیوں نے دشمنی کو حماقت سے مذہبی رنگ دیدیا ہے ۔ اسلئے ہر مسلمان نے ذاتی جھگڑے طے کر رکھے ہیں اور جس نے ایسا نہیں کیا ہے ۔ اُسے بہت جلد ایسی ضرورت ثابت ہو جائیگی ۔

پس ہم صلاح دیتے ہیں کہ اب کوئی عیسائی سلطنت مصر پر ہاتھ نہ ڈالے اور اُسکو اپنے جائز مالک کے زیر سایہ رہنے دے ورنہ وہ مشکلیں پڑ جائینگی جن کا حل کرنا پھر ناخن تدبیر سے بہت دور ہو جائیگا یا کیقدر ظریف عبارت میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ بقدرِ بے بہادُگی ٹریننگ کے حساب کیلئے دو متصدی بھی کافی نہ ہونگے ۔ (از جامع العلوم مراد آباد)

تار کی خبریں

لنڈن ۔ ۳۰ مئی ۔ باب عالی و دول عظام ۔ دول عظام کے سفیروں نے باب عالی کی تحریر کا یہ جواب دیا ہے کہ ہم التوائے جنگ کے معترض نہیں بلکہ اس غرض کے حصول کیلئے ایتھنز میں کوشش کرینگے ۔ اس اثنا میں انکی رائے ہے کہ شرائط صلح پر اور فوراً گفتگو شروع ہو جاوے ۔

لنڈن ۔ ۳۰ مئی یونانی تھرماپولی پر مورچہ بندی کر رہے ہیں ۔

حد فاصل کا توڑنا ۔ ایتھنز میں بیان کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے پھر حد فاصل کو توڑ دیا ہے اور یونانیوں کو خوف ہے کہ وہ ناگہانی طور پر حملہ کرنا چاہتے ہیں ۔

ممالک غیر کی افواج ۔ بوجہ اس نااتفاقی کے جو یونانی افواج ممالک غیر میں پڑی ہے ۔ فرانسیسی اور بلجیئن افواج علیحدہ کی گئی ہیں ۔

لنڈن ۔ ۳۰ مئی گورنمنٹ مصر نے قرار دیا ہے کہ عربی اخبار المنیر پر استغاثہ دائر کیا جاوے ۔ کیونکہ اُس نے شاہ جرمنی کی نسبت ہتک آمیز الفاظ لکھے تھے ۔

لنڈن ۔ ۳۱ مئی حد فاصل ۔ یونانی افسر اس مقام پر بھیجے گئے ہیں جہاں بیان کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے حد توڑ دی ہے ۔

کریٹ میں باشی بزوق ۔ باشی بزوقوں نے ایک گاؤں میں جو کینڈیا کے پاس واقع ہے ۱۵ عیسائیوں کو قتل کر ڈالا ۔

روس کی مداخلت ۔ اخبار سٹینڈرڈ لکھتا ہے کہ شاہ یونان نے شاہ روس کی خدمت میں تار بھیجا ہے کہ وہ پھر یونان کی طرف سے سلطان کی خدمت میں شرائط صلح پیش کریں ۔

قسطنطنیہ ۔ ۳۱ مئی ۔ التوائے جنگ کا قرار پانا ۔ فرمان شاہی نکلا ہے جسمیں ضابطہ کے طور پر پندرہ دن کا التوائے جنگ جو ۲ مئی سے شروع ہوگا منظور کیا گیا ہے اگر اس عرصہ میں شرائط صلح ختم نہ ہوئیں تو اس میعاد میں مدت دیجاویگی ۔

لنڈن یکم جون ۔ گورنمنٹ کی بیٹ ۔ یہ خبر غلط تھی کہ شہزادہ پرنس جوزف بیٹن برگ کو ملکہ نے گورنر کریٹ مقرر کیا ہے ۔ **ایک شاہانہ چال** ۔ ڈیوک آف سپارٹا کی دعوت شمولیت جوبلی پرنس آف ویلز کی خواہش کے مطابق تھی ۔ اور اس کی غرض یہ تھی کہ کراؤن پرنس اس مشکل سے نجات پائے ۔ جس کے سبب سے وہ بوجہ مخالفت عوام دار الخلافہ یونان میں نہیں جا سکتے ۔

لنڈن ۔ یکم جون ۔ **مسئلہ کریٹ پھر چھڑ گیا** ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر باغیوں کے سرغنے کریٹ کی خود مختاری اس شرط پر قبول کریں گے ۔ کہ ترکی فوجیں وہاں سے نکل جاویں ۔

قسطنطنیہ ۔ ۲ جون ۔ **باب عالی کا اظہار احسان** ۔ باب عالی نے سفیران دول عظام کو اطلاع دی ہے ۔ کہ تا تصفیہ شرائط صلح التوائے جنگ منظور ہے ۔ باب عالی کل دول عظام کو دعوت دیتی ہیں کہ کل سے مصالحت کی بات گفتگو شروع کر دیں ۔ سفیروں نے ایتھنز میں تار دیا ہے ۔ کہ درخواست التوائے پر یونان کے دستخط ہو جائیں ۔

لنڈن ۲ ۔ جون باغیان کریٹ اخبار ڈیلی نیوز کا بیان ہے کہ کریٹ کے باغیوں نے ہیٹر اپر حملہ کیا ۔ مگر اٹلی اور فرانسیسی جہازات نے انپر آتشباری کی اور وہ مجبور پسپا ہوئے ۔

لنڈن ۳ ۔ جون ۔ فرانس نے کریٹ کی خود مختاری کے بارہ میں ایک تجویز پیش کی ہے جس میں تجویز کیا گیا ہے ۔ کہ ممالک غیر کی پولیس بھرتی کی جاوے ۔ اور سلطنت ہائے غیر کے اعتبار پر قرضہ واسطے اخراجات کے لیا جاوے ۔

روس اور انگریزوں نے اس تجویز کو پسند کیا ہے ۔

لنڈن ۔ ۳ ۔ جون ۔ گورنمنٹ کی بیٹ ۔ کریٹ کے عیسائیوں نے اپنی ایک عارضی گورنمنٹ قایم کی ہے جسکا پریسیڈنٹ ایک باغی سرغنہ میکلس نامی ہے ۔

اخبار سٹینڈرڈ راوی ہے کہ ڈیوک آف سپارٹا لنڈن میں جوبلی کے موقعہ پر نہیں آئیگا ۔ کیونکہ یہ خوف ہے کہ مبادا اس کا آنا رسوائی پر محمول نہ ہو ۔ نیز اس کی نسبت یہ گمان نہ کیا جاوے کہ اُس نے فوج کو ایسے خطرناک موقعہ پر چھوڑا ہے ۔

لنڈن ۴ ۔ جون ۔ شاہ سیام روما دار الخلافہ اٹلی میں پہنچ گیا ہے ۔ اور شاہ اٹلی کا مہمان ہے کل پوپ سے ملاقات کریگا ۔

قسطنطنیہ ۔ ۴ جون ۔ شرائط صلح ۔ شرائط صلح مابین سفیران دول عظام اور توفیق پاشا کے شروع ہو گئی ہیں یہ قرار پایا ہے کہ ایم نیلیڈاف سفیر روس ترکی اور یونانی سرحد کی ترمیم کے بارہ میں ۔ اور ایم کمبان مراعات بین الاقوام کے بارہ میں اور سر فلپ کری تاوان جنگ کے بارہ میں ایک مسودہ تیار کریگا ۔

پیرس ۔ ۴ ۔ جون ۔ **پریسیڈنٹ کی زار سے ملاقات** ۔ پریسیڈنٹ فائر ۲۵ جولائی کو سینٹ پیٹرزبرگ میں جائیگا اسکے ساتھہ ایم ہینوٹاکس بھی ہوگا ۔

اخبار کرانیکل جو ایک سخت متعصب پرچہ ہے اور جو کسی موقعہ پر بھی ترکوں اور انکے سلطان پر زہر اگلنے سے نہیں چوکتا سلطان المعظم کی نسبت اپنے پرچہ مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء میں حسب ذیل لکھتا ہے ۔

یہ کہا جاتا ہے کہ سلطان نرمی پر مائل ہے مگر پھر بھی وہ اُس سے بہت کچھ زیادہ طلب کریگا جو دول عظام کا ارادہ ہے ۔ اُسکی عادت میں داخل ہے کہ وہ جس چیز پر اڑ بیٹھے اسے آسانی سے نہیں چھوڑتا ۔ سارے پولیٹشن یہ کہا کرتے ہیں کہ امور تمدن میں وہ جب کوئی رائے قایم کر لیتا ہے تو پھر اُس سے بمشکل ہٹتا ہے ۔ برسوں تک اُس نے تمام یورپ کی سلطنتوں کو انگلیوں پر نچایا ۔ حالانکہ کچھ سبب یہ کہتے ہیں کہ اُس کی ذات بلکہ سلطنت تک ایکدم نیست و نابود ہو سکتی ہے ۔ مگر آج اُس کی وہ حالت نہیں جو اُنہوں نے دیکھی تھی وہ اسوقت ایک ایسی فوج کا میر لشکر ہے جس نے نمایاں فتحیں حاصل کی ہیں ۔ بلکہ سچ پوچھو تو آج وہ ایک ایسی قوم کا سردار ہے جسمیں ایک نئی روح پھونکی گئی ہے ۔ اور جسنے نئی زندگی پائی ہے ۔ اسلام جو باسون اور قسطنطنیہ کو کشت و خون اور قتل و غارت کے باعث ہوگیا تھا آج اُسکے دم سے قومی ہو گیا ہے ۔ بلکہ اُسکے وجود پر فخر کرتا ہے ۔ یورپ میں بھی اُس کو اب بہت بڑی وقعت حاصل ہو گئی ہے ۔ اور کثرت سے طرفدار ہو گئے ہیں ۔ خاص یورپ کے کارٹ میں بڑی جبر زبردست بادشاہ اب اُسکے جنبہ داروں میں ہیں ۔ آج کی حالت کا پچھلے ۶ ماہ کی حالت سے مقابلہ کیا جائے تو کتنا فرق ہے ۔ اُسوقت اُسے اپنے تخت و تاج بلکہ مملکت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانیکا فکر تھا اور آج وہ دن ہے کہ یورپ اُسپر حاکمانہ کاروائی نہ کریگا ۔ اور ایسے وقت میں جبکہ سکہ اُسکا یورپ کے دلوں میں بیٹھ گیا ہے ۔ اُسکے منہ سے اس کلمہ کا نکلنا کہ ہم نرمی پر مائل ہیں بڑی مسرت اور خوشی کیساتھہ سنا جائیگا ۔

ہندوستان کی خبریں

وتاخیل سے خبر آئی ہے کہ ۲۹ مئی کو ایک غازی نے اول پنجاب انفنٹری کے ایک سنتری پر حملہ کیا اور تین سپاہیوں کو زخمی کر کے آپ بھی مرگیا۔

قحط فنڈ کی میزان امید ہے کہ ۱½ کروڑ تک پہنچیگی۔ چندہ برابر چلا آتا ہے۔ روس سے ۶۴۷۰۰ روپیہ آیا ہی جزیرہ ماریشس سی ۱۳ ہزار۔ سیام سے ۶ ہزار۔

شملہ کالکا ریلوے کی تعمیر منظور ہوگئی ہے۔ ۶۰ میل کی لائین تیار ہوگی۔ بصرف ایک کروڑ ۵ لاکھ روپیہ۔

ڈائمنڈ جیوبلی کی تقریب میں ۱۵ فیصدی قیدی جیلخانجات ہند سے رہا ہونگے۔ اور عمدہ چال چلن والے قیدیوں کی میعاد میں تخفیف ہوگی۔ جو قیدی قحط کی وجہ سی مرتکب جرائم ہوئے انکا بھی خیال کیا جائیگا۔

رائے رام کشنداس بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس اعظم دہلی نے ہندو ٹکنیکل انسٹیٹیوٹ کے فنڈ میں ۵ ہزار۔ اور سردار دیال سنگھ مجیٹھہ رئیس لاہور نے ۳ ہزار روپیہ دیا۔

حیدرآباد کی آمدنی محصول اراضی میں بوجہ قحط امسال ۴۶ لاکھ کی کمی ہے اخراجات سے گھاٹا پورا کیا جائیگا۔

مدراس پنجاب وممالک مغربی وشمالی میں نرخ غلہ مائل بگرانی ہے۔ وسط ہند۔ راجپوتانہ اور بنگال میں ٹھہرا ہوا ہے اور بمبئی میں کبھی گراں کبھی ارزاں۔

مسٹر جسٹس فرزل چیف جج چیفکورٹ پنجاب ۱۴ جون سے ایک ماہ کی رخصت پر تشریف لیجائینگے۔ غالباً اس قلیل عرصہ کیلئے کوئی قائممقام جج مقرر نہ ہوگا۔

ممالک متوسط میں ۵۰ ہزار لاوارث قحط زدہ بچے عنقریب مشنریوں کے حوالے کئے جائینگے۔ اگر ہندو مسلمان ان کی خبر نہ لینگے۔ لاہور کے بعض ہندؤں نے چند بچوں کی پرورش کا ذمہ لیا ہے۔ امرتسر میں بھی ہندؤں کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں تجویز ہوئی کہ ممالک متوسط کو ہندو یتیموں کو حتی المقدور عیسائی ہونے سی بچایا جائیگا۔

ریاست بھوپال سے مدارالمہام سابق کی آوردے نکالے جا رہے ہیں۔ بعض بجرم رشوت ستانی سزایاب بھی ہوئے ہیں۔

لکھنو کے بازار چوک میں ایک کہار نے دو خون کئے۔

سال گذشتہ میں ۲۲ لاکھ بائسکل گاڑیاں ہندوستان میں فروخت کے لئے آئیں۔

بریلی میں ہر چرن لال مصر کے مکان میں لمپ کے پھٹ جانیسے آگ لگی ۶۰ ہزار کا اسباب جل گیا۔

کلکتہ میں حضور قیصرہ ہند کا یادگاری بت نصب کرنے کے لئے فنڈ کھولا گیا ہے۔ مہاراجہ بڑودہ نے دو ہزار روپیہ دیا۔

لاہور میں ملکہ معظمہ کا بت نصب کرنیکے لئے چندہ کیا جاتا ہے ۶۰ ہزار روپیہ درکار ہوگا۔ والیان ریاست جسقدر چاہیں دیسکتے ہیں عوام کیلئے سو روپیہ کی حد مقرر کی گئی ہے۔

گورنمنٹ ہند نے امیر صاحب کو [illegible] نگرانی طاعون کیلئے ڈاکٹروں کی خدمات پیش کیں۔ ہز ہائی نس نے منظور نہ کیا۔

حیدرآباد میں قیمتی الماس کے سرقہ کی خبر غلط نکلی۔ ایک کمیٹی معائنہ کیلئے مقرر ہوئی جن میں دو ایک جوہری بھی تھے اُنھوں نے شاہی خزانے میں جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہیرا بالکل اصلی ہے۔ یہ افواہ بھی بے بنیاد ہے کہ حضور نظام اس کو قیصرہ ہند کی نذر کرنا چاہتے ہیں۔

تجویز ہے کہ ایسٹ انڈین ریلوے کی رفتار اور بھی تیز کی جائے انتظام سوچتے ہیں۔

طاعون کیوجہ سے بمبئی کی ٹریموے کمپنی کو ۳ لاکھ روپیہ کا نقصان آمدنی میں ہوا۔

چھاؤنی سکندرآباد میں ہیضہ پھوٹا ہے۔ گورہ فوج کے کئی سپاہی مبتلا ہوئے۔

ہندوستان کی ریلیں۔ ریلوے جات ہند کی رپورٹ بابت ۱۸۹۶ء سے ظاہر ہے کہ ۳۱ مارچ میں ۲۰۳۹۰½ میل ریل جاری تھی اور کل منظور شدہ زیر تعمیر اور موجودہ لائینوں کا طول ۲۴۵۲۸ پر ۲ ارب ۵۳ کروڑ ۱۶ لاکھ کا سرمایہ لگایا گیا ہے۔ امسال ۱۳ کروڑ ۱۴ لاکھ ۸۲ ہزار ۵ روپیہ آمدنی سال سابق کی نسبت ۹۴ لاکھ ۸۶ ہزار ۶۰۵ کم ہے۔ اس سال ۱۶ کروڑ ۸ لاکھ ۱۷ ہزار مسافروں نے بمقابلہ سن گذشتہ ۷۷ لاکھ ۳۵ ہزار زیادہ ہے۔ اور ۲ کروڑ ٹن کے قریب اسباب تجارت بذریعہ مال گا روانہ ہوئیں جو سال گذشتہ کی نسبت ۱۸ فیصدی کم ہے۔

رشوت ستانی کا فیصلہ مسٹر میریڈتھ ڈپٹی کمشنر لاہور نے جو ملک احمد خاں صاحب ٹولن کمشنر راولپنڈی کے مقدمات رشوت ستانی کی تحقیقات کے لئے خاص جج مقرر ہوئے تھے۔ ۲۰ مئی کو چار الزامات کے ایک الزام سے ملک صاحب بری ہوئی۔ اور ایک شہادت بہم نہ پہنچنے کے سبب اور دو الزام مجسٹریٹ کی رائے میں کافی طور پر ثابت ہوگئے۔ ملک صاحب نے اپنے ڈیفنس میں کی سازش کا عذر پیش کیا تھا کہ یہ تمام مقدمات دیرینہ عداوت کی وجہ سے بنائے گئی ہیں لیکن عدالت اس عذر کو بالکل وقعت نہ دی اور لکھا ہی کہ یہ محض لغو اور بے بنیاد عذر ہے کیونکہ اس صورت میں مسٹر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی نسبت یقین کرنا پڑتا ہے کہ وہ بھی شریک سازش تھے۔ یہ عذر ڈوبتے ہوئے ملزم تنکے کا سہارا تھا فیصلہ میں مسٹر میریڈتھ نے لکھا ہی کہ ملک صاحب ۲۵ سالہ ملازم ہیں اور سزایاب حقوق پنشن سے بھی محروم ہو جائینگے لیکن بخلاف اسکے جرم نہایت سنگین ہی اور اس قسم کے جرائم کا مشکل ہوا کرتا ہے۔ اس لئے عبرت انگیز سزا دینی لازم ہے۔ ملک صاحب نے اپنے اختیارات کو نہایت بیگناہ لوگوں کو سزا کا خوف دلا کر بڑی بڑی رقمیں رشوت میں حاصل کیں۔ ملک احمد خاں کو مقد ۲ سال قید بلا مشقت اور کالو شاہ کلرک کو ایک سال قید بلا مشقت اور مقدمہ بیساکھی شاہ کے متعلق کو ایک سال قید بلا مشقت کی سزا دی۔

اسی روز مسٹر گرے وکیل ملزم نے قاضی محمد اسلم خاں صاحب سی۔ ایم جی سشن جج لاہور سی کی کہ ملک صاحب کو ضمانت پر رہا کیا جائے کیونکہ عدالتہائے عالیہ کے فیصلے سی پہلے ملک صا کے آدمی کا جیل میں جانا موجب سبکی ہی نیز ان کی صحت ناقابل اطمینان ہے مسٹر پارکر سرکار عذر کیا کہ بغیر ڈاکٹری سارٹیفکٹ کے ضمانت نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ڈاکٹر کوٹس صاحب نے تصدیق حالت میں ملک صاحب اگر جیل خانے بھیجے جاوینگے۔ تو اُن کی صحت کے لئے خطرناک ہوگا سشن نے ضمانت منظور کی۔

خالصہ جیوبلی ڈیپوٹیشن خالصہ قوم کی طرف سے تہنیت نامہ پیش کرنے کے لئے جو ڈ جائیگا اُس میں حسب ذیل اصحاب شامل ہونگے:۔

جنرل گوردت سنگھ وزیر اعظم پٹیالہ۔ رائے بہادر بھائی میہاں سنگھ آنریری مجسٹریٹ لاہور۔ کرنل جوا دربار صاحب۔ سردار بلونت سنگھ صاحب پریسیڈنٹ خالصہ دیوان رئیس بہڈور۔ سردار سندر سنگھ مجیٹ جواہر سنگھ سیکرٹری خالصہ کالج کونسل۔

پنڈت گوپی ناتھ مالک اخبار عام نے ایک فوجداری استغاثہ ازالہ عرفی کا مولوی محبوب عا پر دائر کیا ہی۔ مقدمہ کی سماعت مسٹر کنگ کی عدالت میں ۸ جون کو ہوگی۔ استغاثہ یہ ہی کہ ملزم نے غلط خبر شائع کی کہ مستغیث فیمن ریلیف کمیٹی سی بباعث سزایابی کے خارج کیا گیا ہی۔

کرنل نیول سی۔ ایس۔ آئی۔ کمانڈر افواج نظام حیدرآباد ۲۷ مئی کی رات کو فوت ہوئے کو ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ خاوند نے حق محبت ادا کیا۔

شملہ ریلوے کنفرنس کا اجلاس اگست میں منعقد ہوگا۔ اور اسوقت فیصلہ کیا جاویگا کہ آیا کاروبار تعمیر ریلوے بطور امداد قحط جاری رکھی جانے چاہیئے یا نہیں۔ ماسوا اسکے بہت سی تجا لینوں کے متعلق بھی پیش ہونگی۔

یادگار جیوبلی کے متعلق رام پور بلیا میں ایک مدرسہ صنعت وحرفت کھولنے کی تجویز کی ہی۔

جیوبلی کی موقعہ پر جو مختلف ڈیپوٹیشن ہندوستان سی حضور وائسرائی کی خدمت میں جائینگے۔ انکی تعداد ۲۰ ہے۔ **دہلی** میں باغ روشن آرا بیگم کی ۲۶ فوارے جو مدتوں سی بیکار و بے مرمت پڑی ہوئی تھے بڑے اہتمام سی مرمت ہو رہی ہیں تاکہ جیوبلی کی موقعہ پر چھوڑی جائیں۔ **حضور** قیصرہ کے جشن ڈائمنڈ جوبلی کی روز ہندوستان کی تمام سٹیشنوں پر ۱۰۱ توپیں چلیں گی۔ **نور محل** جالندھر میں جس پٹھان نے ایک سکھ کو قتل کیا تھا۔ عدالت سشن سی اسکو پھانسی کا حکم ملا۔

اسلامی خبرین

۴ جون ۱۸۹۷ء کو جامع مسجد گورداسپور مین بعد نماز جمعہ جبکہ کثیر تعداد مسلمانان شہر و دیہات کی موجود تھی خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خانصاحب غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنۃ کی فتح کے شکریہ مین دوگانہ شکریہ ادا کیا گیا - اور اونکے دشمنون پر ہمیشہ فتیاب ہونیکی دعا کی گئی +

عفت مآب والدہ ماجدہ حضرت خدیو المعظم عید الضحیٰ کے دوسرے دن حضرت سلطان المعظم کی قدمبوسی کے لئے اسکندریہ سے روانہ ہوئین - خدیو کی دختر بھی انکی ہمراہ ہین +

بعض اخبارات نے یہ لکھا تھا کہ ادہم پاشا دراصل جرمنی ہین - تحقیقات پر معلوم ہوا ہے کہ یہ خبر بالکل غلط اور محض حسد سے شایع کی گئی ہے تاکہ سرداران لشکر عثمانیہ کے فن حرب و شجاعت کی تحقیر ہو - ادہم پاشا ترکی الاصل والوطن ہین - انکا سلسلہ نسب چیندرلی طاش سے ملتا ہے - آپ خاص استنبول مین پیدا ہوئے - ۱۲۸۱ھ مین قسطنطنیہ کے جنگی مدرسہ سے تعلیم پاکر فارغ ہوئے - انکے مدارج مین رفتہ رفتہ ترقی ہوتی رہی چنانچہ والی واریت قوصوہ مقرر ہوئے بعد ازان بحکم سلطانی سرکوبی مفسدان آرمینیا پر مامور کئے گئے - اور جبل زیتون مین شوربختان ارمن پر فتح حاصل کی - جسکے صلہ مین مشیر سلطنت مقرر ہوئے +

جب ترکی فوج ترخالا پر قابض ہوئی تو باشندگان شہر مذکور اس خیال سے کہ مبادا عساکر ہمایونیہ انپر کسی قسم کی سختی کرین بھاگ گئے - کیونکہ یونانیون نے یہ غلط خبر مشہور کر رکھی تھی کہ عثمانی فوج اسیران یونانی پر تشدد کرتی ہے - مگر جب انہین معلوم ہوگیا کہ لشکر مظفر منصور یونانی رعایا کے ساتھ بڑی نرمی اور انسانیت سے سلوک کرتا ہے تو اکثر باشندگان شہر مذکور اپنے گہرون مین واپس آگئے اور حضرت سلطان المعظم کے حق مین دعا کرنے لگے - اور اپنے دیگر ہموطنون کو بھی لکھا کہ اپنے اپنے گہرون مین واپس آجائین +

اخبار لسان العرب مطبوعہ اسکندریہ مین درج ہے کہ بعض یونانی بندر سلونیکا مین ایک پبلک مقام مین گئے جہان امپرر ولیم شہنشاہ جرمنی کی تصویر آویزان تھی ان مین سے ایک نے اس تصویر کے نیچے لکھدیا کہ جو شخص اس تصویر کو دیکھے چاہیے کہ اسپر تھوکدے - پھر ایک دوسرا یونانی آیا اور اسنے اس تصویر کی آنکھین نکالدین - ایک تیسرے نے اسکی ناک کاٹ ڈالی یہانتک کہ اس تصویر کی ہیئت بالکل بدنما ہوگئی - عالی ہمت ترکون کو یونانی بزدلون کی یہ حرکت نہایت ناگوار معلوم ہوئی - چنانچہ اونہون نے جرمن قونصل کے پاس اسکی شکایت کی - اسنے اپنے چوبدار بھیجکر چند یونانیون کو گرفتار کرلیا +

یونانیون کی بے حمیتی تو دیکھیے کہ کاغذی تصویرون پر اپنے دل کا غبار نکالتے تھے - اور انکے فاتر العقل بادشاہ کی تصویر کئی مقامات عام پر لٹکتی تھی مگر کسی شخص نے اسکو نہین چھیڑا - ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا +

غازی احمد مختار پاشا کا ایک تار اس مضمون کا آیا کہ انکے بیٹے میر الائی (کرنل) محمود بک معرکہ لاریسہ مین خفیف سے زخمی ہوئے اور انکا گھوڑا ہلاک ہوا - اسپر شیر دل غازی نے ذیل کا تار اپنے جوانمرد لخت جگر کیطرف ارسال کیا - "مین تمکو مبارکباد دیتا ہون کہ تمنے اپنے پہلے معرکہ مین تمغہ جنگ حاصل کیا اور نشان زخم سے ہمیشہ کیواسطے اپنی بہادری کا سکہ جما دیا" کیون نہو الولد سر لابیہ +

۳۱ سال کی مفید خدمت کے بعد مسٹر سید علی بلگرامی سکرٹری گورنمنٹ نظام پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنشن لینے والے ہین - سید صاحب اپنی اعلی لیاقت - اور مختلف زبانون کی واقفیت کے باعث بہت مشہور ہین اور گورنمنٹ نظام اور گورنمنٹ ہندوستان کی طرف سے آپکے کمالات کی اچھی قدر ہوئی ہے - آپکو اپنی علمی لیاقت اور مشاغل کیواسطے ۳۰۰ روپیہ ماہوار پنشن ملیگی - تاکہ آپ اپنے وقت کو اردو زبان کی ترقی بذریعہ تصانیف مین صرف کرین +

ہندوستان کے موجودہ کمانڈر انچیف سر جارج وہائٹ کا قول ہے کہ ترک جو سوائے پانی کے اور کوئی چیز نہین پیتے - دنیا مین اعلی درجہ کے بے نظیر سپاہیون کے نمونے ہین +

سندھ کے جاگیر دارون اور زمیندارون کی طرف سے کونسل واضع آئین بمبئی مین ایک ممبر کا انتخاب ۲۸ - ماہ رواں کو ہونے والا ہے - عام یقین ہے کہ آنریبل مسٹر الہ بخش بلا مخالفت بحال رہین گے +

زنانہ مدرسہ اسلامیہ کلکتہ جو ۱۹ - جنوری گذشتہ کو کہلا تہا ایک کمیٹی کے زیر اہتمام ہے جس کے صدر آنریبل پرنس محمد بختیار شاہ صاحب ہین - لیڈی مکنزی نے اس مدرسہ کی سرپرستی قبول فرمائی ہے اور نواب بیگم صاحبہ مرشد آباد نے ۱۵۰ روپیہ ماہوار کی امداد منظور کی ہے - نواب صاحب مرشد آباد اور نواب احسن اللہ صاحب نے ایک ایک ہزار روپیہ عطا کیا ہے - فی الحال مدرسہ مین تیس چالیس طلبا ہین - جنکی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے - انکو مفت تعلیم دیجاتی ہے +

پختہ خبر ہے کہ قسطنطنیہ مین بیرل سارماوان جیلیش نے حضرت خلیفۃ المومنین کی خدمت مین اثنائے باریابی مین شہنشاہ جرمن کی طرف سے یونانیون کے ساتھ ادہم پاشا کے طریق عمل جنگ پر اظہار خوشنودی و مسرت کیا +

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ مقام ولسٹینو سے ترکون کی نسبت لکھتا ہے - مینے کرنیل لونیسکی اور اسکے ماتحت افسرون سے ملاقات کی وہ سب کے سب متفق اللفظ ترکون کی شجاعت اور مردانگی کی تعریف کرتے ہین - کہ جو حملہ ترکی سوارون نے ہماری فوج پر جمعہ کے دن کیا تہا - وہ واقعی قابل توصیف تہا - حالانکہ ہمارا توپخانہ انہین سخت نقصان پہونچا رہا تہا - مگر انکی چتون پر بل تک نہ آیا اور وہ برابر اسی حوصلہ بلکہ استغنا کے ساتھ بڑھے آتے تھے - نیز انکی اس پیادہ فوج نے کمال کیا جو کوہ اور دس گہالا کی چوٹیونپر حملہ آور ہوئی تہی - انکا استقلال اور عزم واقعی حیرت انگیز تہا +

کلکتہ مین ۴ جون کو حاجی ذکریا کی مسجد مین قریباً پانچ ہزار مسلمان بصدارت شیخ محمد علی جمع ہوئے حاجی نور محمد ذکریا نے مجلس کو مخاطب کرکے تقریر کی اور بیان کیا کہ ہم یہان اس غرض کے لئے جمع ہوئے ہین کہ عساکر عثمانیہ کو جو فتوحات یونان پر حال مین حاصل ہوئی ہین انکی خوشی احسن طریقہ سے منائین حاجی صاحب موصوف نے خاص طور پر لوگون کو یہ بھی دل نشین کرایا کہ مسلمانان ہند کو ملکہ معظمہ کے عہد مین جو آرام اور اطمینان حاصل ہے اسکے لئے مسلمانون کو حضرت قیصرہ کا ممنون ہونا چاہیے - بعد ازان حاجی صاحب نے ذیل کے ریزولیوشن تجویز کئے جو باتفاق رائے پاس ہوئے +

(۱) ایک کمیٹی مہتمم قایم کیجائے - جسکو اختیار ہو کہ فتوحات عساکر عثمانیہ کی خوشی منانے کے لئے ایک دن تجویز کرے اور جو روپیہ اس غرض کے لئے جمع ہو اسکو مناسب طریق پر صرف مین لائے +

(۲) ایک تار مبارکباد اعلی حضرت سلطان المعظم کیخدمت مین روانہ کیا جائے - بعدہ خلیفۃ المومنین کی درازی عمر - بقائے دولت کے لئے دعا کیگئی اور مجلس برخاست ہوئی +

حیدر آباد کے وزیر اعظم نے اعلان ذیل جوبلی کی نسبت شایع کیا ہے :-

(۱) ۲۱ و ۲۲ جون کو تمام دفاتر سرکاری مین تعطیل ہوگی - (۲) ۲۱ کی صبح کو افواج گولکنڈہ اور امپیریل سروس اور کل آئینی فوج کا پریڈ ہوگا اور ۱۰۱ توپ چلائی جائیگی - (۳) ایک مکان جسمین پچاس آدمی کی گنجائش اور جس مین بقدر ضرورت توسیع ہو سکے تعمیر ہوگا - اور اسکا نام ڈائمنڈ جوبلی لیپر اسائلم یعنے جذامخانہ ہوگا - (۴) دس فیصدی قیدی جنکا چلن نیک ہو اور دو دفعہ قید نہو چکے ہون رہا کئے جائین گے - اور دیگر نیک چلن قیدیون کی سزا مین بحساب ایک ماہ فی سال تخفیف ہوگی اور دو روپیہ بہتہ کل آزاد شدہ قیدیون کو دیا جائیگا (۵) غربا کو عام اس سے کہ ہندو ہون یا مسلمان - عیسائی ہون یا پارسی کہانا دیا جائیگا اور اس غرض کے لئے کمیٹیان قایم کیجائین گی - کل یتیم خانون مین جسقدر لڑکے پرورش پاتے ہین ان سب کو کہانا دیا جائیگا - (۶) تمام حیدر آبادی اور گورنمنٹ انگریزی کے امراء اور معززین شہر کو ایوان فلک نما مین دعوت دیجائیگی +

مسلمانان لاہور نے خلیفۃ المسلمین کی فتح کی خوشی مین یکم جون کو ایک عظیم الشان جلسہ کیا - مولوی فضل الدین صاحب وکیل پریزیڈنٹ تھے - ذیل کے ریزولیوشن پاس ہوئے - (۱) ایک سب کمیٹی بنائی جاوے کہ سلطان المعظم کو تار بہیجے (۲) ترکی اور سلطان المعظم کے لئے دعائین مانگی جائین (۳) شاہ ایران کی صحت کے لئے دعا کیجائے (۴) ملکہ معظمہ کے حق مین دعائے خیر کیجائے (۵) مسجدون وغیرہ مین چراغان کیا جائے (۶) مظلومان کریٹ کے ساتھ ہمدردی دکہائی جائے - وغیرہ - آتشبازی گولون اور خوشی کی نعرون کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا -

فرمایش لکھتے وقت جس اخبار میں اشتہار دیکھیں اُس اخبار کا حوالہ ضرور دیں

ان گولیوں کے اجزاء
آسمانی بوٹی نہیں۔ سیاسیوں کے
تلاش کا خبط نہیں۔ آجکل کے
اکثر اشتہاری مبہی دوائیوں کا
جھوٹ نہیں کہ جنکا ہیبت کی پر علاج

نامردی کی زندگی

ان گولیوں کا نام ہی ہمارا
دلالت کرتا ہے کہ اپنی خداداد تاثیرات سے
درماندگان کو حصول مدعا پر قادر کر
قدرت الٰہی کا مشاہدہ کرا دیتی زندگی کا لطف
دکھا دیتی جوانی کا مزہ چکھا دیتی ہیں

ہماری نروائن ٹانک پلز

دعوے کے ساتھ ایک عشرہ میں بحفظ احتیاط نقصان ...... سرعت ...... کو دفع کر دیتی ہیں

ان گولیوں کے بڑے اجزاء، بیلا ڈمیانا، کمپاریٹا اور اکسٹراکٹ کوکا وغیرہ ہیں جنکو لنڈن کے مشہور و معروف دوا سازان مسرز بر گائن برجیز اینڈ کمپنی۔ مسرز ہیرنگ اینڈ کو۔ مسرز ہیولٹ اینڈ سن وغیرہ تیار کر کے بھیجتے ہیں یہ وہ گولیاں ہیں جنکے اجزاء کے فوائد خاص کی نسبت مشہور اور افضل ڈاکٹروں نے اپنی بڑی بڑی تصانیف میں غایت درجہ کی توصیف و ثنا فرمائی ہے۔ یورپ میں نامردی اور کمزوری کے رفعیہ کیواسطے ان سے بڑھکر کوئی دوا خیال نہیں کی جاتی۔ یہہ گولیاں قوت عزیزی کو چمکاتی ہیں دل کو خاطر خواہ نشاط و تفریح پہنچاتی ہیں غم و حزن بھولے سے بھی آنے نہیں پاتے ضعف اور خشکی دماغ کو سریع التاثیر ہیں۔ **سدر و دوار طنین۔ نسیان** کو بلیغ النفع ہیں۔ **قوت حافظہ** کو وہ تیزی دیتی ہیں کہ برسوں کی بھولی بسری باتیں یاد آجاتی ہیں **معدہ** کی شکایتیں رفع کر دیتی ہیں۔ بدن کو تازہ اور خوش و تق بنا دیتی ہیں بھوک تیزی بڑھ جاتی ہے اور **ہاضمہ** میں وہ جودت آتی ہے کہ اِدھر کھایا اُدھر ہضم۔ ثقیل ہو یا خفیف سب ہضم۔ دافع ریاح ہیں **جگر** کی خرابیوں کی اصلاح ہیں۔ چند ہی دنوں میں رنگت یاقوت کی طرح دمکنے لگتی ہے **گردہ** اور **مثانہ** کے اکثر عوارض کے لئے مخصوص الفوائد ہیں **جریان۔ رقت ودی۔ کثرت احتلام تقطیر سلس بول** کا نام تک رہنے نہیں پاتا۔ **تولید و تغلیظ اور تصلب عصب اور** ...... میں بے عدیل ہیں۔ اکثر تفتہ جان حظ شباب سے محروم اور لطف مباشرت سے محجوب ہو جاتے اور بوجہ شرمساری و ناکام براری حسرت بھری آہیں بھرا کرتے ہیں انکے حق میں یہہ رشک اکسیر مائدہ جان اور قوت رواں ہیں

باایں ہمہ فوائد ۶۰ گولیوں کی قیمت صرف دو روپے اور ۱۲۰ گولیاں (للعہ؍) محصول بذمہ خریدار ✣

روغن طلا

ایام جوانی کی بے احتیاطیوں اور غلط کاریوں کے تمام نقصوں کا دافع اور رگ و پٹھوں کی کمزوری کو سریع النفع ہے اسکے مالش سے (بلا تکلیف چھالے اور دانوں کے) رگوں پٹھوں میں تندی آتی ہے۔ نروائن ٹانک پلز کے ساتھ اس طلا کی مالش سے بہت جلد صحت ہوتی ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

نوٹ ۔ پرچہ ترکیب استعمال ہر دو ادویہ کے ہمراہ روانہ ہوگا۔ تمام فرمایشوں کی تعمیل بطریق ویلیو پے ایبل پارسل ہوگی۔

تمام فرمائشیں بنام **محمد امام الدین** منیجر کٹورہ میڈیکل ہال **بازار امرتسر** پنجاب آنی چاہئیں